بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انجمن احبابِ اہلِ سنت

کے سلسلۂ تبلیغ

سبیلِ ہدایت

کی ۵۰۴ ویں پیش کش

الحربۃ العلویّۃ لقطع أنف صاحب اللطمۃ الحیدریّۃ

بیرونی حضرات: ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

پتہ برائے رابطہ

ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری ناظم انجمن احبابِ اہلِ سنت

سہنسہ آزاد کشمیر

FACEBOOK: http://fb.com/SabeelEHadait

ہدیہ دعائے خیر بحق ممبران انجمن ہذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مبارکہ۔۔۔الحربۃ العلویّۃ لقطع أنف صاحب ''اللطمۃ الحیدریّۃ''

الحمد للّٰہ الذی أنزل علی عبدہ القرآن یضلّ بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً وما یضلّ بہ الّا الفاسقین الذین ینقضون عھد اللّٰہ من بعد میثاقہٖ ویقطعون ماأمر اللّٰہ بہ أن یوصل ویفسدون فی الارض اولٰئک ھم الخاسرون والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمّد الذی أخبرنا بما کان ومایکون وممّا أخبرنا بہ أنّ الدّجالین الکذّابین فی أمتہ سیکونون وعلیٰ آلہ وأصحابہ وأحبابہ وعلمآء أمتہ ومشائخ ملّتہٖ عدد ماکان ومایکون أما بعد فأعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یآیھا الذین اٰمنوا اِن تنصروا اللّٰہ ینصرکم ویثبت أقدامکم صدق اللّٰہ مولانا العظیم وبلّغنا رسولہ النبیّ الکریم ونحن علیٰ ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللّٰہ ربّ العالمین.

راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ لہٗ کو موضع پکا کھوہ ڈاک خانہ بے ول تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی کے رہائشی (حافظ) محمود حسین شائق فون نمبر 0300-9571840 کا لکھا ہوا ایک چھ ورقی کتابچہ بعنوان ''من ھو السید۔ سیّد کون ہوتے ہیں؟'' ملا۔ چونکہ اِس کتابچہ کی ابتداء میں درج کردہ استفتاء کے جملہ سوالات کے غلط جوابات لکھے گئے تھے جن سے عامۃ المسلمین کے گمراہ ہونے کا قوی احتمال تھا۔ نیز اِس کتابچہ میں آلِ رسول یعنی اولادِ حسنین کریمین کی سیادتِ نسبی کی خصوصیت کی اعلیٰ درجہ کی دجّالی کذابی چالوں سے کام لے کر نفی بھی کی گئی تھی، اِس لئے حضرات پنج تن پاک صلّے اللہ علیٰ نبینا وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے ایک ادنیٰ غلام ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض بنتا تھا کہ ہم اِن سوالات کے صحیح جوابات سے عامۃ المسلمین کو بالعموم اور خاندانِ قریش کے عوام کو بالخصوص اِس ''بے ولی مجیب'' کے ہم رنگِ زمین جالوں میں پھنسنے سے بچائیں

کیونکہ اگر کوئی اندھا شخص کنوئیں میں گرنے والا ہو تو اُسے گرنے سے پہلے بچانا آنکھ والوں پر شرعاً فرض ہوتا ہے۔ نیز اِس شخص کے ہم نسب لوگوں کا غلط راستے پر چل پڑنے کا بھی قوی احتمال تھا جیسا کہ اِس قسم کے دوسرے لوگوں کے ہم نسب لوگوں کے حالات ہمارے پیشِ نظر ہیں۔

رسالہ ''سیّد کون ہوتے ہیں؟ ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب'' کی تالیف:۔

مذکورہ بالا حالات کے پیشِ نظر ہم نے اپنا شرعی فرض ادا کرنے کے لئے رسالہ ''سیّد کون ہوتے ہیں؟ ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب'' لکھا۔ جسے ہماری دینی تبلیغی تنظیم ''انجمن احبابِ اہل سنّت'' سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر نے اپنے سلسلۂ تبلیغ ''سبیلِ ہدایت'' کی ۴۹۶ نمبر پیش کش میں شائع کروا کر فی سبیل اللہ تقسیم کیا اور ہم نے اِس رسالہ کے تین نسخے بذریعہ رجسٹری اِس مجیب کو بھی بھیج دیئے۔ بہر حال ہم نے اپنے اِس رسالہ میں جو کچھ لکھا اُس کی حقانیت کے ثبوت میں ہم نے معتبر علمائے اہلِ سنّت حنفی بریلوی کی تحقیقات اور فتویٰ جات کو پُوری تفصیل و وضاحت کے ساتھ لکھا۔ کیونکہ اُس وقت ہمارے پیشِ نظر عامۃ المسلمین ہی تھے جنہیں گمراہ کرنے کی غرض سے یہ پمفلٹ لکھا اور تقسیم کیا گیا تھا اور پمفلٹ لکھنے والے ''بے ولی مجیب'' شخص کے لئے کچھ لکھنا ہمیں مقصود نہ تھا کیونکہ اِس جیسے لوگوں ہی کے بارہ میں تو ہمارے پیر حضرت خواجہ حمید الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ پاک سے یہ الفاظ نکل چکے تھے۔ جنہیں خُود اِس شخص نے اپنی کتاب ''پیدائشی نبی'' جلد اوّل کے صفحہ نمبر ۱۶ پر لکھا ہے کہ خواجہ صاحب موصوف سے جب مفتی محمد اشرف کے بارہ میں پُوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ ''محمد اشرف نام کا ایک شخص (سیال شریف میں) رہتا تھا۔ یہاں سے کہیں چلا گیا۔ پتہ نہیں کہاں گیا۔ کثرتِ علم نے بگاڑ پیدا کر دیا''۔

مزید برآں اِس پمفلٹ کا مؤلف چونکہ خُود بھی اپنے اِس دجالی کتابچہ میں مفتی محمد اشرف

کی اُس روش پر چلا تھا جو اُس نے خود اپنی کتاب ''پیدائشی نبی'' کی جلد اوّل کے صفحہ نمبر ۳۹ میں بدیں الفاظ لکھی تھی کہ '' کچھ مطالعہ کے بعد رات ساڑھے دس بجے لائبریری کے بند ہو جانے کا وقت ہو گیا تو بندہ باہر نکلا۔ لائبریری ہی سے ایک مولانا صاحب باہر نکلے۔ ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے اپنا اسمِ گرامی محمد شریف بتایا۔ وہ پچیس سال سے بمع اہل وعیال مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ فقیہِ اعظم حضرت علاّمہ مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص ہیں۔ میں نے اُنہیں بتایا کہ علامہ اشرف کی کتاب کا جواب لکھنا چاہتا ہوں اس لیے مکتبہ میں بیٹھا تھا۔ مولانا محمد شریف مدنی صاحب کو محمد اشرف کے باطل نظریات کا پہلے سے علم تھا۔ دورانِ گفتگو سخت جلال میں فرمانے لگے۔ ''مفتی صاحب آپ جواب ضرور لکھیں۔ اللہ آپ کو اجر دے گا۔ اللہ عوام کو نئے فتنے سے بچائے گا لیکن علاّمہ محمد اشرف بھٹک چکا ہے۔ وہ عقلی گھوڑے پر سوار ہو گیا ہے۔ جو اُسے سیدھا جہنم میں گرائے گا۔ اب علاّمہ سیدھا نہیں ہوگا۔ میں نے مولانا محمد شریف سے گذارش کی کہ آپ یہ جملہ تبدیل کریں اور علاّمہ محمد اشرف کی ہدایت کے لئے دُعا فرمائیں کیونکہ ہم مدینۃ النبی میں ہیں۔ گنبدِ خضراء ہمارے سامنے ہے وہ فرمانے لگے جاہل بگڑ جائے تو اُس کے راہِ راست پر آنے کی اُمید ہوتی ہے لیکن علاّمہ بگڑ جائے تو کبھی سیدھا نہیں ہوتا۔ اِسے اپنے عقلی دلائل کا گھمنڈ ہوتا ہے۔'' اھ بلفظہ ملتقطاً۔

''بے ولی مجیب'' کا جواب الجواب:۔

ہمارے اِس رسالہ کے ملنے پر پھر اِس شخص پر بدحواسی کا دورہ پڑا تو قلم برداشتہ جواب بعنوان ''اللطمۃ الحیدریۃ علیٰ منکر السیادۃ الھاشمیۃ'' لکھا اور اپنے اِس دُشنام نامہ میں اپنے پہلے رسالہ ''من ھو السیّد۔ سیّد کون ہوتے ہیں'' کی چند خوبیاں بھی بڑے فخر و تکبر کے لہجے میں لکھیں چنانچہ اِس بارہ میں وہ لکھتا ہے۔

''**آغازِ سخن**:۔ بندہ نے ایک سال قبل ایک رسالہ بعنوان ''من ھو السیّد'' لکھا جس میں خالص قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کیا کہ رسولِ کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندانِ پاک

طاہر مطہرؔ خاندان ہے۔ اِس خاندان میں سے قریشی ہاشمی خاندان بالخصوص سیّد ہیں۔ اِن کی سیادت کو خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبانِ پاک سے بیان فرمایا ہے۔

من هوالسید کی قبولیت :۔ مشرق، مغرب، شمال اور جنوب میں اہلِ ایمان نے اس رسالہ میں بیان کردہ قرآن وحدیث کے حقائق کو نہ صرف قبول کیا بلکہ انتہائی خوشی ومسرّت کا اظہار کرتے ہوئے اِس مختصر جامع رسالہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت میں اپنا کردار بھی ادا کیا۔

قبولیت کی خاص وجہ :۔ اِس رسالہ میں قرآن وحدیث کے مقابلہ میں رسم ورواج اور عرفِ عوام کالانام پر ضرب کاری لگا کر عہدِ نبوی کی یاد تازہ کردی گئی ہے۔ اور قرآن وحدیث کے ارشادات کو فوقیت اور زیادہ اہمیّت دی گئی ہے اور اہلِ ایمان کو یہ بات پسند ہے۔'' (اللطمۃ ص ۲)

''بے ولی مجیب'' نے اپنے اِن دونوں رسالوں میں اپنے امام مجتہد ہونے کا ثبوت دیا ہے:۔ ''بے ولی مجیب'' نے اپنے پہلے کتابچہ کی خُوبیاں بیان کرتے ہوئے اپنے دوسرے کتابچہ میں جو یہ لکھا ہے کہ ''جس میں خالص قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کیا الخ''

اِس سے روزِ روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ اِس شخص نے اپنے دونوں کتابچوں میں ''امامِ مجتہد'' بلکہ اپنے زمانے کا ''امامِ اعظم'' بلکہ سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سو قدم آگے بڑھ کر قرآن وحدیث میں مطلق اجتہاد کیا ہے۔ حالانکہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ مطلق اجتہاد کا دروازہ صدیوں پہلے سے بند ہے اور آج ہر مسلمان پر اہلِ سنت کے مذاہبِ اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کے امام کی پیروی وتقلید واجب ہے۔ اور جو شخص ان چار مذاہبِ اہلِ سنّت سے باہر ہوگا وہ قطعاً یقیناً لازماً گمراہ ہوگا۔ چنانچہ حنفی امام احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح درِمختار میں لکھتے ہیں۔ فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجيّة المسمّاة بأهل السنّة والجماعة فانّ نُصرة الله وحفظه

وتوفيقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فی مذاهب أربعة وهم الحنفيون و الما لكيون و الشافعيون و الحنبليون رحمهم الله تعالیٰ و من كان خارجاً من هذه الأربعة فی هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار. (ترجمہ) اے ایمانداروں کی جماعتو! تُم پر یہ بات لازم ہے کہ تم اُمتِ محمدیہ کے اُس ناجی گروہ کی پیروی کرو جس کا نام اہل السنۃ والجماعۃ ہے۔ کیونکہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور حفاظت اور توفیق اِس گروہ والوں کی موافقت میں ہے اور اُس کی ناراضگی اور غصہ اور غضب اِن کی مخالفت میں ہے۔ اور اُمتِ محمدیہ کا یہ ناجی گروہ آج کل چار مذاہبِ اہلِ سنّت میں جمع ہو گیا ہے اور اہلِ سنّت کے وہ چار مذاہب یہ ہیں حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی۔ اور جو شخص بھی اِس زمانے میں اِن چار مذاہبِ اہلِ سنّت سے باہر ہوگا وہ بدعتی اور دوزخی ہے

انظر وا هذه العبارة فی ابتداء كتاب الاستاذ المودودی وشئی من حياته وأفكاره مطبوعه مكتبه ايشيق تركی استنبول

ناظرین کرام! اِس بے ولی شخص جیسے گمراہ لوگ جو اپنے عقل کے گھوڑوں پر سوار ہیں یہ گھوڑے اُنہیں ضرور جہنم میں گرائیں گے جیسا کہ مولانا محمد شریف مدنی صاحب کا یہ ارشاد خُود اِس شخص نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ واللہ لایھدی القوم الظالمین۔

"بے ولی مجیب" نے اپنے اِن دونوں کتابچوں میں حدیث کا ترجمہ غلط لکھا ہے:۔ چونکہ اِس شخص کی ساری اُچھل کود کا دارومدار سبع سنابل شریف کی روایت پر ہے۔ اِس لئے ہم پہلے کتاب سبع سنابل شریف کی اصل فارسی عبارت نقل کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق

"نقل است روزے كه ایں آیت نازل شد وانذر عشیرتك الاقربین. رسول علیه الصلوٰة والسلام جمله اهل بیت را طلبید وهریکے را اندازے وتهدیدے می فرمود. نخستین با فاطمه گفت كه اے قرّه عینِ

من تکیہ نکنی کہ من فرزند رسولم عمل صالح کُن عملِ صالح کُن وبعد از آن بامیر المؤمنین حسن وحسین گفت . اے جگر گوشانِ محمد الجنّة للمطیع وان کان عبداً حبشیاًو النار للعاصی وان کان سیّداً قُریشیاً'' اہ بلفظہ

(اِس عبارت کا صحیح ترجمہ) روایت ہے کہ جس روز یہ آیت نازل ہُوئی وانذر عشیرتك الاقربین (یعنی آپ اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرائیں)۔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جملہ اہلِ بیت کو بُلایا اور ہر ایک کو باری باری ڈرایا۔ اور تہدید فرمائی۔ آپ نے سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اِس بات پر بھروسہ نہ کر لینا کہ میں اپنے رسول کی بیٹی ہوں۔ اچھے کام کرو۔ اچھے کام کرو۔ اِس کے بعد آپ نے امیر المومنین حسن اور حسین رضی اللہ عنھما سے فرمایا۔ اے محمد کے جگر گوشو! جنت اللہ کے فرمان بردار شخص کے لئے ہے اگر چہ وہ غلام حبشی ہو اور دوزخ نافرمان شخص کے لئے ہے اگر چہ وہ مالکِ غلام قریشی ہو

۔(سبع سنابل شریف ص ۲۶)

''بے ولی مجیب'' کا ترجمہ:۔ سبع سنابل شریف کی اِس فارسی عبارت کا جو ترجمہ اِس شخص نے کیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے ''ابوالکرم جانگلی نے سبع سنابل کا یہ مقام پڑھا ہی نہیں۔ ملاحظہ کریں سبع سنابل میں لکھا ہے وہاں فارسی ہے۔ میں ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ منقول ہے کہ جس دن آیت وانذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل بیت کو بُلایا اور ہر ایک کو ڈراتے ہوئے فرمایا۔ سب سے پہلے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اِس بات پر بھروسہ نہ کر لینا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہوں۔ عملِ صالح کرنا، اِس کے بعد امیر المؤمنین علی شیرِ خدا اور حسن وحسین سے فرمایا اے محمّد کے جگر کے ٹکڑو! جنت مطیع کے لئے ہے اگر چہ وہ حبشی غلام ہو اور دوزخ عاصی کے لئے اگر چہ وہ قریشی سیّد ہو''۔

اَوّلاً اِس دجال نے لکھا ہے کہ ''ابوالکرم جانگلی نے سبع سنابل کا یہ مقام پڑھا ہی نہیں''۔یہ اِس کذّاب کا صریح جھوٹ ہے۔الحمدللہ کتاب ہذا بتاریخ ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء ہمیں ایک دوست نے بطور تحفہ دی تھی جو اِس وقت بھی ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے اور یہ فارسی عبارت ہم نے اُسی سے دیکھ کر لکھی ہے۔ہم نے اِس کتاب کا بالاستعاب مطالعہ کیا ہے اور اِس کے فوائد اپنے پاس لکھ لئے ہیں بلاشبہ اِس دجال نے یہ جھوٹ بولا ہے۔فلعنة الله على الكاذبين.

ثانیاً۔اِس دجال نے ''امیر المؤمنین حسن'' کا ترجمہ ''امیر المؤمنین علی شیرِ خدا اور حسن'' کیا ہے اِس طرح سے اِس نے اپنے اِس ترجمہ میں اپنی ابلیسی ڈنڈی مارتے ہوئے علی شیرِ خدا کا اضافہ لکھ دیا ہے۔یہ اِس کی خیانت وبددیانتی کی صریح دلیل ہے واللہ لا یهدی القوم الخائنین ثالثاً اِس دجال نے حدیث شریف کے الفاظ ''سیداً قریشیاً'' کا ترجمہ قریشی سیّد ہو کیا ہے۔حالانکہ اِس عبارت میں سیّد کا لفظ موصوف اور قریشی کا لفظ صفت واقع ہوا ہے پھر اس نے سیّد کا ترجمہ سرے سے کیا ہی نہیں بلکہ ترجمہ میں ترکیب بدل کر وہ معنی پیدا کیا ہے جو خلافِ حقیقت ہے کیونکہ سیّد کا لفظ عبد کے مقابلہ اور قریشی کا لفظ حبشی کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے۔اِس لئے عبد کے مقابل سیّد کے لفظ کا صحیح ترجمہ ''عبد کا مالک'' ہی ہوگا۔''بے ولی مجیب'' نے اپنی دال گالنے کے لئے حدیث شریف میں یہ دجالی کاروائی کر کے اپنے لئے جہنّم میں ٹھکانہ بنایا ہے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ منها ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم.

سبع سنابل شریف کی حدیث کا صحیح مفہوم:۔ چونکہ ''بے ولی مجیب'' نے اپنے پہلے رسالہ میں سبع سنابل شریف کی حدیث کا غلط ترجمہ لکھ کر اُس سے غلط نتیجہ نکالا تھا اِس لئے ہم نے اپنے رسالہ میں اِس حدیث کا صحیح مفہوم مندرجہ ذیل لفظوں میں لکھا۔''کتاب مستطاب سبع سنابل شریف کی حدیث شریف جب مفتی شائق صاحب کو ملی اور اِس کی روایت میں ''سیّداً قریشیاً'' کے الفاظ پڑھے تو اُن پر بدحواسی کا دورہ پڑا جس سے

اُن کی عقل ماری گئی تو اُنہوں نے اِس حدیث شریف کا صحیح معنی سمجھے بغیر ہی کتابچہ ''من ھو السیّد ۔ سیّد کون ہوتے ہیں ؟'' لکھا اور اُس کے صفحہ ۵ پر یہ لکھ دیا کہ ''امام الانبیآء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک زبان سے حضرت مولا علی، خاتونِ جنّت اور حسنین کریمین کو فرمایا الجنّة للمطیع وان کان عبداً حبشیاً والنار للعاصی وان کان سیّداً قریشیاً ۔ جنت نیکوکار کے لئے ہے اگر چہ وہ نیکوکار حبشی غلام ہو اور دوزخ نافرمان کے لئے اگر چہ وہ نافرمان قریشی سیّد ہو۔

مفتی صاحب نے عالم فاضل ہونے کے باوجود یہ نہ دیکھا کہ یہاں سیّداً کا لفظ عبداً کے مقابلہ میں آیا ہے اور قریشیاً کا لفظ حبشیاً کے مقابلہ میں آیا ہے۔ تولامحالہ سیّداً کا معنی سیّد النسب شخص نہیں ہے بلکہ غلام کا مولا مراد ہے۔ ولہٰذا اِس حدیث شریف کا قریشی کے سیّد یا غیر سیّد ہونے سے دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کا غلط ترجمہ کر کے اُس غلط ترجمہ کی بناء پر غلط مسئلہ نکالنا مفتی شائق صاحب جیسے بدحواس شخص ہی کا کام ہوسکتا ہے والی اللّٰہ المشتکیٰ ولا حول ولا قوة الّا باللہ العلّی العظیم۔

(رسالہ سیّد کون ہوتے ہیں ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب ص ۳۲)

''بے ولی مجیب'' نے اپنے دوسرے رسالہ میں بھی حدیث شریف کے غلط ترجمہ ہی کو برقرار رکھا ہے:۔

ہمارا رسالہ ملنے اور اُس کو پڑھنے سے چاہیے تو یہ تھا کہ یہ شخص اپنی غلطی کا احساس کرتا۔ اپنی اِس غلطی کے اعتراف میں رسالہ لکھ کر اور چھاپ کر سچی پکّی توبہ کرتا اور اللہ کریم جل مجدہٗ اور اُس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی غلطی کی معافی مانگتا اُس نے اُلٹا اُسی غلط معنے کو اپنے دوسرے رسالہ میں بھی برقرار رکھتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ ''سبع سنابل میں سیّداً قریشیاً کی ترکیب۔ چونکہ احمد رضا بریلوی نے سیّد عبدالواحد بلگرامی کی عظمت بیان کی ہے اس لئے اِن کی کتاب میں درج حدیث پاک کو ابوالکرم جانگلی جھٹلا نہ سکا۔ البتہ اِس ہاشمی

سیّد کے ترجمہ کو غلط قرار دے دیا۔ بیائی کے جانگلی حضرت لکھتے ہیں۔ سیّداً قریشیاً موصوف صفت ہیں ترجمہ میں صفت کو پہلے کر دیا گیا اور موصوف کو بعد میں۔ ہاشمی بصیرہ۔ سیّداً موصوف کیسے بن سکتا ہے۔ موصوف کے لئے ذات کا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ یہ خود وصف ہے''۔ (اللطمۃ ص ۴۹)

ناظرین کرام! دیکھئے اِس دجال نے کیسی ہٹ دھرمی اور بے شرمی کا مظاہرہ کیا ہے۔ لفظِ سیّد لغتِ عرب میں مختلف معانی کے لئے وضع ہوا ہے۔ یعنی لفظِ سیّد کے یہ چند لغوی معنے ہیں۔ امام، پیشوا، پالنے والا، سردار، غلام کا مولیٰ، صاحبِ شرف، کریم و مہربان، حلیم و بُردبار، خاوند اور قائد وغیرہ۔ سبع سنابل شریف کی اِس روایت میں جب لفظِ سیّد کو موصوف اور قریشی کو صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے تو لامحالہ اِس لفظِ سیّد کے مذکورہ بالا معانی میں سے ''غلام کا مولیٰ'' ہی کے معنے میں یہاں اِس کا ہونا متعین ہوگا اور اِس معنی کے تعین پر لفظِ عبد بطور قرینہ موجود ہے۔ بے ولی دجال نے جو یہ کہا ہے کہ موصوف کے لئے ذات کا ہونا ضروری ہے اِس کا یہ تقاضا بھی اِس معنے کو مراد لینے سے پُورا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح لفظ عبد اسمِ ذات ہے اِسی طرح لفظِ سیّد بمعنی غلام کا مالک بھی اسمِ ذات ہے لہٰذا پہلے جملہ میں جس طرح عبد موصوف ہے اسی طرح دوسرے جملہ میں لفظِ سیّد بھی موصوف ہے۔ مگر یہ دجال اپنے آپ کو سیّد بنانے کے لئے جملوں کی ترکیب بدل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اِس کے جالوں میں پھنسنے سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

بے ولی مجیب کا ابلیسی استدلال:۔

بے ولی مجیب نے اپنے اِس غلط معنے کو درست ثابت کرنے کے لئے ابلیسی استدلال پیش کیا ہے کہ ''ابوالکرم جانگلی بتائیں کہ جن سے رسول اللہ ﷺ کلام فرما رہے ہیں یہ قریشی ہیں یا نہیں؟ یقیناً قریشی ہیں۔ بتائیں یہ سارے سیّد ہیں یا نہیں؟ یقیناً سیّد ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ دو لقب (سیّداً قریشیاً) اِس لئے ذکر فرمائے کہ مقابل میں غلام حبشی ہے اور اِدھر قریشی سیّد ہے''۔ (اللطمۃ ص ۵۱)

ناظرین کرام:۔ سبع سنابل شریف کی اصل فارسی عبارت اور اُس کا صحیح اُردو ترجمہ ہم نے لکھ دیا ہے۔خُود دونوں کو پڑھ کر بتائیں کہ کیا اِس عبارت میں یہ بات کہیں لکھی ہوئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے شہزادوں کو اندا**ز** فرمارہے تھے تو اُس وقت وہاں کوئی حبشی غلام بھی موجود تھا۔ واللہ تاللہ باللہ اُس وقت وہاں کوئی حبشی غلام موجود نہ تھا لہٰذا اِس شخص کا اِدھر اُدھر کا یہ شیطانی قول ایک بدحواس شخص ہی کا کلام ہوسکتا ہے۔افسوس ہے کہ اپنے غلط ترجمہ کی صحت کے ثبوت میں یہ شخص لایعنی دلیل دے رہا ہے۔اے بے ولی دجال بہادر شاہ ظفر کا یہ شعر سُن لو۔

نہ جا اُس کے تحمّل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اُس کی
ڈر اُس کی دیر گیری سے کہ سخت ہے انتقام اُس کا

سبع سنابل شریف کی عبارت سے تو صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ جب اپنے شہزادوں کو یہ خطاب فرمارہے تھے تو وہاں کوئی غلام حبشی موجود نہ تھا بلکہ آپ ایک عام انداز میں ایک عام بات فرمارہے تھے اور اِس سے آپ کا مقصود پورے خاندانِ قریش کو سیّد النسب ثابت کرنا نہ تھا۔افسوس کہ اِس عام فہم سادہ سی بات کو دجّالوں نے اپنی پیچیدگیوں میں ڈال کر اپنے مریدوں، شاگردوں اور خاندانی لوگوں کو غلط راستہ پر چلادیا ہے۔ **ومن یضلل اللّٰہ فلا ھادی لہٗ وھو الھادی الیٰ الصراط المستقیم.**

سبع سنابل کی روایت میں قریشیاً کو موصوف اور سیّداً کو صفت بنانا اِس دجال کا باطل قول ہے:۔

’’بے ولی مجیب‘‘ موصوف اور صفت کی بحث کے ضمن میں لکھتا ہے۔

’’صفت اُس معنے پر دلالت کرتی ہے جو موصوف میں پایا جاتا ہے۔اصل یہی صفت ہوتی ہے جو دس امور میں موصوف کے تابع ہوتی ہے۔تو اُردو ترجمہ میں صفت کو پہلے لایا جاسکتا ہے اور ایسا کرنا غلط نہیں ہے کیونکہ موصوف صفت کا مصداق بھی ایک ہوتا ہے‘‘۔

(اللطمۃ ص ۵۲)

چونکہ اِس احمق شخص نے سبع سنابل شریف کی روایت میں واقع لفظِ سیّد کا جو صحیح معنی تھا اُس کو سمجھا ہی نہیں تھا اِس لئے اِس نے یہ بڑھکیں ماری ہیں۔ سیّد اُحبشیاً کا صحیح معنی ہے ''غلام کا مولا قریشی'' اب اِس کو قریشی غلام کا مولا کہنا بھی درست ہے اور غلام کا مولا قریشی بھی کہنا درست ہے۔ ہم نے یہ کب کہا ہے کہ اُردو میں صفت کو موصوف سے پہلے لانا منع ہے بلکہ اِس دجال نے یہاں لفظِ سیّد کا جو معنی مراد لیا ہے اُس میں ہماری گفتگو ہے کہ سیّد النسب کے معنی میں یہاں سیّد کا لفظ قرینۂ کلام کے خلاف ہے ولہٰذا لفظِ عبد کی مناسبت سے اِس کا معنی مولائے غلام ہی ہوگا۔ اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اُسے خدا ہی سمجھے۔

واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم.

اے بے ولی دجال اپنے شعر کے مقابلہ میں سنو

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت ذرا چاک گریباں ذرا بندِ قبا دیکھ

مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کا سبع سنابل شریف کی اِس فارسی عبارت کا ترجمہ:۔

ہم نے اپنے رسالہ ''سیّد کون ہوتے ہیں؟ ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب'' میں سبع سنابل شریف کی فارسی عبارت کا جو ترجمہ لکھا ہے ہمارے اُس ترجمہ کی صحت کا ثبوت اِس بات سے ملتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ بانی و شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد سندھ نے اِس فارسی عبارت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ عین ہمارے ترجمہ کے مطابق ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

''منقول ہے کہ جس روز آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی۔ یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہلِ بیت کو بُلایا اور ہر ایک کو عذابِ الٰہی سے ڈرایا اور خوف دلایا۔ سب سے پہلے آپ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اِس بات پر بھروسہ مت کرنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی

ہوں۔اچھے عمل کرو۔اِس کے بعد امیر المؤمنین حضرت امام حسن اور امام حسین سے فرمایا
کہ اے محمد کے جگر کے ٹکڑو۔ الجنة للمطیع وان کان عبداً حبشیاً والنار
للعاصی وان کان سیّداً قریشیاً . جنت فرمانبردار کے لئے ہے اگر چہ وہ غلام حبشی
ہو اور دوزخ نافرمان کے لئے اگر چہ وہ سیّد قریشی ہو"۔
(ترجمہ سبع سنابل ص ۸۸ مطبوعہ فرید بک سٹال ۱۳۸، اردو بازار لاہور)

ناظرین کرام۔ حضرت مفتی صاحب کے اِس ترجمہ کو اور ہمارے ترجمہ کو بغور پڑھیے اور دیکھئے کہ ہم نے اِس کے بعد امیر المؤمنین حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا لکھا اور مفتی صاحب نے بھی اِس کے بعد امیر المؤمنین حضرت امام حسن اور امام حسین سے فرمایا لکھا۔ دونوں ترجموں میں پوری پوری موافقت ہے۔ بے ولی دجال نے ترجمہ میں اپنی ابلیسی ڈنڈی مارتے ہوئے لکھا۔ "اِس کے بعد امیر المؤمنین علی شیرِ خدا اور حسن و حسین سے فرمایا"۔ ملاحظہ فرمائیں اِس شخص نے حضرت علی شیرِ خدا کے الفاظ کو اپنی طرف سے بڑھادیا۔ اِسی کو بددیانتی دجالی کہتے ہیں۔ **ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم.**

پھر ہم نے روایت کا ترجمہ اِن لفظوں میں کیا۔ "جنّت اللہ کے فرمانبردار شخص کے لئے ہے اگر چہ وہ غلام حبشی ہو اور دوزخ نافرمان شخص کے لئے ہے اگر چہ وہ مالکِ غلام قریشی ہو" اور مفتی صاحب نے لکھا۔ "جنت فرنبردار کے لئے ہے اگر چہ وہ غلام حبشی ہو اور دوزخ نافرمان کے لئے ہے اگر چہ وہ سیّد قریشی ہو"۔ ملاحظہ فرمائیں کہ ہمارے ترجمہ میں اور مفتی صاحب کے ترجمہ میں پوری پوری موافقت ہے۔ آپ نے اپنے اِس ترجمہ میں سیّد سے مراد مالکِ غلام ہی لیا ہے۔ بے ولی دجال نے اِس روایت کا ترجمہ اِن لفظوں میں کیا ہے۔ "جنت مطیع کے لئے ہے اگر چہ وہ حبشی غلام ہو اور دوزخ عاصی کے لئے ہے اگر چہ وہ قریشی سیّد ہو۔" ملاحظہ فرمائیں کہ مفتی صاحب کے ترجمہ میں "غلام حبشی" ہے اور اِس دجال کے ترجمہ میں "حبشی غلام" ہے اور مفتی صاحب کے ترجمہ میں

''سیّد قریشی ہے'' اور اِس دجال کے ترجمہ میں ''قریشی سیّد'' ہے۔ اِن دونوں ترجموں میں جو مخالفت ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ الحمدللہ ہمارے ترجمہ کی سو فیصد صحت مفتی صاحب کے اِس ترجمہ سے ہوئی ہے۔

خیر القرون میں لفظِ سیّد قریشی خاندان پر استعمال نہیں ہوا ہے:۔

سبع سنابل شریف کی روایت سے جو معنی اِس بے ولی دجال نے مراد لیا ہے اگر وہی معنی صحیح ہوتا تو خیر القرون میں خاندانِ قریشی کے لئے سیّد کا لفظ ہی استعمال ہوتا اور شریف کا لفظ استعمال نہ ہوتا۔ مگر اِس دجال کی درج ذیل عبارت کو پڑھیے لکھتا ہے۔

''خیر القرون میں لفظِ سیّد کا استعمال۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ الزینبیہ میں فرمایا۔ پہلی صدی (صدر اوّل) میں جو اہل بیت میں سے ہوتا اُس کے لئے الشریف کا نام بولا جاتا تھا برابر ہے کہ وہ حسنی ہو یا حسینی محمد بن حنفیہ وعلی کی اولاد سے ہو یا حضرت علی کی اولاد سے ہو۔ جعفر طیار کی اولاد سے ہو یا حضرت عقیل کی اولاد سے ہو یا حضرت عباس کی اولاد سے ہو۔ جب مصر میں فاطمیوں کی خلافت قائم ہوئی قصروا اسم الشریف علی ذریۃ الحسن والحسین فقط واستمر ذلک اسم الشریف علی ذریّۃ الحسن والحسین فقط. یعنی الشریف کا لفظ جو تمام اہلِ بیت پر استعمال ہوتا تھا وہ فاطمیوں رافضیوں نے صرف اولادِ حسن وحسین پر بند کر دیا۔ پھر ایک اصطلاح بنی وہ یہ کہ جو حسنی ہوتا اُسے الشریف کہتے اور جو حسینی ہوتا اُسے السیّد کہتے۔ اھ بلفظہ التمام (اللطمہ ص ۱۶)

ناظرین کرام:۔ غور فرمائیں کہ بدحواس دجال نے سُرخی تو قائم کی کہ ''خیر القرون میں لفظِ سیّد کا استعمال'' مگر اِس کی دلیل میں یہ ثابت کیا ہے کہ صدر اوّل میں اہلِ بیت کے لئے الشریف کا لفظ استعمال ہوتا تھا تو پھر اِس نے سیّداً قریشیاً کی بحث میں جو بڑھکیں ماری ہیں وہ سب اِس کے دجل وکذب پر شاہد عادل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اے احمق لفظِ سیّد کا معنی اور ہوتا ہے اور لفظِ شریف کا معنی اور ہے لہٰذا تم نے اِن دونوں کو جو ایک ہی معنی

میں سمجھا ہے یہ تمہاری بدحواسی کی واضح دلیل ہے۔ یہ کہاوت کتنی سچی ہے کہ خُدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے۔

بے ولی دجال نے ہمارے پیش کردہ فتویٰ جات میں اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سیّدِ مطلق ہیں یعنی آپ کی ذات بابرکت میں سیادتِ شخصی اور سیادتِ نسبی دونوں موجود ہیں اور آپ کی اِس سیادتِ مطلقہ پر حدیث انا سیّد ولد آدم میں سارے آدمیوں کا سردار ہوں دلیل واضح ہے۔ جب آپ کی سیادتِ نسبی بھی ہے تو یہ اِسی صورت میں صحیح ہوگی کہ آپ کی قیامت تک پیدا ہونے والی نسل بھی سیّد النسب ہو اور ظاہر ہے کہ اولادِ حسن وحسین ہی آلِ رسول ہے جو قیامت تک باقی رہے گی۔ تو لامحالہ اِس آل رسول کا ہر فرد سیّد ہے خواہ وہ بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا۔ مومن صالح ہو یا غیر صالح بطورِ نسب اِس نسل کا ہر فرد سیّد ہے اِسی معنے میں امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا   تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نُور کا

الحمدللہ۔ ہمارے اِس بیان سے واضح ہوگیا کہ ''سیّد النسب صرف اولادِ حسنین کریمین ہی ہے''۔ اِس تخصیص کو توڑنے کے لئے اِس دجال نے جو دجالی جال پھیلائے ہیں وہ سب شیطانی جال ہیں۔ جو اِن میں پھنسے گا قیامت کے روز وہ اُسی رسی میں باندھا جائے گا جس رسی میں ابلیس لعین بندھا ہوگا۔ ہم نے اپنے اِس مؤقف کے ثبوت میں جلیل القدر سُنّی علمائے کرام کے جو فتوے پیش کیے تھے تقریباً اُن سب میں اِس دجال نے اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے۔ اب تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ وباللہ التوفیق

بے ولی دجال نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ میں اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

ہم نے اپنے رسالہ ''سیّد کون ہوتے ہیں؟ ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب'' کے صفحہ ۱۵ میں اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت مجدّد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا

درج ذیل فتویٰ پیش کیا تھا۔

''مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا۔ دادی اور والدہ سیّدانی ہیں۔ اِس صورت میں زید سیّد ہے یا پٹھان؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہُوں وہ اِنہی قوموں سے ہوگا اگر چہ اُس کی ماں اور دادی سب سیّدانیاں ہوں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما اور اُن کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے بیٹیاں ٹھہرے۔ پھر اُن کی جو خاص اولاد ہے اُن میں بھی وہی قاعدۂ عام جاری ہوا کہ وہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں۔ اِس لئے سبطین کریمین کی اولاد سیّد ہیں نہ کہ بناتِ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص ۶۶۶۔ احکامِ شریعت ص ۱۸۳)''

بے دلی دجال اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اِس فتویٰ میں اپنی ابلیسی ڈنڈی مارتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''ابوالکرم سہنسوی نے اعلیٰ حضرت سے جو سوال ہوا وہ ذکر کیا کہ زید کا دادا پٹھان تھا۔ دادی اور والدہ سیّدانی ہیں۔ اِس صورت میں زید سیّد ہے یا پٹھان؟ ہاشمی سیّد (یعنی اِس دجال) کا بصیرہ اعلیٰ حضرت نے جواب دیا کہ نسب باپ سے لیا جاتا ہے لہٰذا جو مولیٰ علی کی اولاد ہیں وہ خواہ غیر فاطمی ہوں وہ سیّد ہیں کیونکہ باپ سیّد ہے۔ اور جو سیّد الشہداء امیر حمزہ کی اولاد ہیں وہ سیّد ہیں کیونکہ نسب باپ سے لیا جاتا ہے۔ یہاں یہ فتویٰ بھی ابوالکرم سہنسوی کے خلاف ہے۔ سہنسوی صاحب جتنی عقل ہے اُتنی استعمال کرلیں''۔ (اللطمۃ ص ۳۳)

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت کا فتویٰ کیا ہے اور اعلیٰ حضرت کے فتوے کی ترجمانی میں جو کچھ اِس دجال نے لکھا ہے اُس میں کتنا بڑا فرق ہے۔ اِس دجال نے اعلیٰ حضرت کے فتوے کے ابتدائی حصّہ کو تو لے لیا لیکن آپ کے فتویٰ کا آخری حصّہ جو ''ہاں

اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین اور اُن کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے بیٹیاں ٹھہرے''۔ سے شروع ہوا ہے اُس کو شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر لیا ہے۔ معاذ اللہ اعلیٰ حضرت کے اِس فتویٰ میں اِس بے ولی دجال نے اپنی ابلیسی ڈنڈی خوب سے خوب تر کرتب سے ماری ہے۔ اِسی کا نام دجالی کذابی ہے۔ فلعنة الله علیٰ الدجالین الکذّابین ولا حول ولا قوة الّا باللّٰه العلّی العظیم.

بے ولی دجال نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت میں بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔ بے ولی دجال لکھتا ہے۔

''برصغیر میں لفظِ سیّد غیر فاطمیوں کے لئے کہاں کہاں استعمال ہوا۔ امام احمد رضا بریلوی نے بنو ہاشم کو سادات لکھا۔ ملاحظہ کریں۔ ''ہم ابھی بیان کر آئے کہ علّتِ حرمت بنصِّ صریح صاحبِ شرع صلی الله علیه وسلم وتصریحاتِ متظافرۂ حاملان شرع رحمة الله تعالیٰ علیهم کثافتِ صدقات ونظافتِ سادات یعنی بنو ہاشم ہے اور وہ تبدّلِ زمانہ سے متبدّل نہیں ہو سکتی''۔

(تجلّی المشکوٰۃ مسئلہ رابع ص ۲۲)

اب بتایئے جانگلی صاحب! امام احمد رضا فرماتے ہیں ''سادات یعنی بنو ہاشم'' اور آپ کہتے ہیں کہ ہاشمی سیّد نہیں۔ احمد رضا قبر میں کہتے ہوں گے من چہ سرایم وطنبورۂ من چہ سراید یعنی میں کیا کہتا ہوں اور میرا بچہ جمہورا (ابوالکرم) کیا کہتا ہے''۔ (اللطمۃ ص ۶۴)

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ ''اِس لئے سبطین کریمین کی اولاد سیّد ہیں نہ کہ بناتِ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد''۔ مگر اِس دجال نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی پیش کردہ عبارت سے یہ سمجھا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی اِس عبارت میں سارے بنو ہاشم کو سیّد مان رہے ہیں۔ اِسی کا نام بدحواسی ہے کہ اِس دجال نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صریح فتویٰ کو تو نظر انداز کر

دیا مگر آپ کی ایک محتمل عبارت کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے ناظرین کو مغالطہ میں ڈالا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

اِس عبارت کے بارہ میں اصل بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے زکوۃ کی کثافت اور بنو ہاشم کی نظافت کو بیان کرتے ہوئے جب یہ لکھا کہ ''کثافتِ صدقات اور نظافتِ سادات'' تو کسی بے ولی دجال جیسے بدحواس شخص کے بارہ میں آپ کو یہ اندیشہ ہُوا کے مبادا وہ نظافت کو صرف ساداتِ فاطمیہ کے ساتھ ہی مخصوص نہ سمجھ لے اِس لئے آپ نے سادات کے لفظ میں تعمیم کرتے ہوئے لکھا ''یعنی بنو ہاشم'' اور بتایا کہ اِس نظافت میں سارے بنو ہاشم شریک ہیں اور یہ صرف ساداتِ فاطمیہ ہی کی خصوصیت نہیں ہے۔ خلاصۂ مطلب یہ کہ اِس عبارت کو سمجھنے کے لئے ''دہ من عقل'' کی ضرورت ہے جس سے یہ بے ولی دجال اپنی بدنصیبی کی وجہ سے محروم ہے۔ واقعی یہ کہاوت سوفی صد صحیح ہے کہ

باادب با نصیب ، بے ادب بے نصیب

پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سارے بنو ہاشم کو سیّد ماننا تو کجا آپ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی غیر فاطمی اولاد کو بھی سیّد نہیں مانتے ہیں چنانچہ اِس حقیقت کے ثبوت کے لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا فتویٰ کے علاوہ آپ کی درج ذیل عبارت بھی ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

''جب عام صالحین کی اصلاح اُن کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیق و فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس و انصارِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاحِ عظیم کا کیا کہنا کہ جن کی اولاد میں شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں۔ یہ کیوں نہ اپنے نسبِ کریم سے دین و دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے۔ پھر اللہ اکبر! حضرات عَلیہ ساداتِ کرام اولادِ امجاد حضرت خاتونِ جنّت بتول زہراء کہ وہ خود حضور پُرنور سیّد الصالحین سیّد العالمین سیّد المرسلین ﷺ کی بیٹی ہیں کہ اِن کی شان تو ارفع و اعلیٰ و بلند و بالا ہے۔ اللہ عزّ و جل فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل

البیت ویطہرکم تطہیراً یعنی اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی دُور رکھے اے نبی کے گھر والو! اور وہ تمہیں ستھرا کر دے خوب پاک فرما کر۔''

(رسالہ اراء الادب لفاضل النسب مؤلفہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۳)

ناظرین کرام! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا عبارت کو بغور پڑھیں اور سمجھیں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیر فاطمی اولاد کو باقی ہاشمیوں کیساتھ الگ ذکر فرمایا ہے اور پھر اُن کی فاطمی اولاد کے لئے ''پھر حضراتِ علیہ سادات کرام اولادِ امجاد حضرت خاتون جنت بتول زہراء رضی اللہ عنہا'' کے الفاظ الگ لکھے ہیں جن سے بالتصریح ثابت ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فاطمی اولاد ہی کو سیّد مانتے ہیں اور آپ سارے ہاشمیوں کو سیّد نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ اِس دجال کذاب کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

بے ولی دجال نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور فتویٰ میں بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے، ہم نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۴ میں ''صحیح النسب سادات عقائدِ کفریہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔'' کی سُرخی کے ضمن میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت مجدِ دین وملت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ نقل کیا جس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''اور قرطبی آیۂ کریمہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل کہ اُنہوں نے فرمایا رضا محمد أن لا یدخل أحدٌ من أهل بیته النار یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اِس میں ہے کہ اُن کے اہلِ بیت سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے''۔

(کتاب مستطاب جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ مؤلفہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۸)

فتویٰ مبارکہ کے اِس حصّہ پر اِس دجال نے جو ابلیسی ڈنڈی ماری ہے وہ اِس کے مندرجہ

ذیل الفاظ میں خود پڑھ لیجئے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

''رحمتِ عام کو مقید کرنا:۔ ابوالکرم سہنسوی بازاری لکھتے ہیں ''اور محمد ﷺ کی رضا اس میں ہے کہ اُن کی اہلِ بیت میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے''۔ ہاشمی سیّد کہتا ہے کہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ کے تحت ایک قول اہل بیت کے بارے میں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ محمد ﷺ کی رضا اس میں ہے کہ آپ کی ساری اُمت جنت جائے یہ دوسرا قول بھی تقریباً ہر تفسیر میں مذکور ہے۔ اِس میں شفاعتِ محمد عربی ﷺ کا عموم ہے۔ اہلِ بیتِ رسول تو یقیناً جنتی ہیں علاّمہ سیّد محمود فرماتے ہیں۔ ابو حباب نے فرمایا ان الاولی العموم۔ اولی عموم ہے تاکہ ساری اُمت بخشی جائے۔ پہلے گذرا کہ متقدمین کا عرف اولیٰ ہے۔(روح المعانی) یہاں بھی آیا کہ عموم اولیٰ ہے مگر ابوالکرم جانگی کو نہ متقدمین کا عرف پسند ہے اور نہ شفاعتِ محمد ﷺ ورضائے محمد ﷺ میں عموم پسند ہے، یہ شخص ہمیشہ ایرانیوں کو راضی کرنے کی فکر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے پوری اُمت کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔'' اھ بلفظه التمام (اللطمۃ ص ۸۷)

ناظرین کرام! بے ولی دجال کذاب بے حیا کی مندرجہ بالا عبارت پڑھیں اور دیکھیں کہ ہم نے تو اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی یہ عبارت لکھی تھی مگر اِس بدحواس نے اِسے ابولکرم سہنسوی کی عبارت سمجھ کر خود اپنی بدحواسی کا صریح ثبوت دیا ہے۔ فلعنة الله علی الکاذبین ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم.

اے بدحواس بے ولی دجال! تیری یہ طعنہ زدی ابوالکرم سہنسوی پر نہیں ہے بلکہ براہِ راست امامِ اہلِ سنّت مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ پاک پر ہے۔ کچھ تو شرم وحیا کرو اور اپنی بدحواسیوں کے اظہار میں کچھ تو کمی کرو۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

بے ولی دجال نے حضرت مولانا مفتی نور اللہ نعیمی بصیر پوری صاحب کے فتویٰ میں بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

ہم نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۱ پر حضرت مولانا مفتی نور اللہ نعیمی صاحب کا یہ فتویٰ نقل کیا تھا۔ کہ ''آپ سے یہ پوچھا گیا کہ حضرت بتولِ زہراء رضی اللہ عنہا کے سوا دوسری بیویوں سے جو اولادِ علی ہے کیا وہ علوی سیّد کہلا سکتے ہیں؟ تو آپ نے اس سوال کے جواب میں لکھا۔ ''سیّد کا لفظ لغتِ عرب کے لحاظ سے بڑا عام لفظ ہے حتیٰ کہ یہ لفظ کافروں پر بھی بولا جاتا ہے۔ مگر آج کل پاکستان وغیرہ ممالک کی اصطلاح میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک کو سیّد کہا جاتا ہے۔ جو حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہما کی بھی اولاد پاک ہے۔ اور عرب ممالک میں اِن حضرات کو شریف کہا جاتا ہے۔ بہر حال یہ ایک اصطلاحی چیز ہے۔ اِس کے لحاظ سے تو غیر فاطمی حضرات سیّد نہیں بن سکتے۔ ہاں اگر کوئی نئی اصطلاح بن گئی ہو یا بنائی جائے تو کوئی حرج نہیں کہ اصطلاحِ جدید سے شرعاً ممانعت نہیں آئی مگر موجود اصطلاح کے لحاظ سے پرہیز ضروری ہے۔ اگر چہ وہ علوی کی قید یا حیثیت سے سیّد کہے جائیں مگر عوام الناس کو ضرور دھوکا لگتا ہے جو ادعوھم لاٰبآءھم کی خلاف ورزی کی حدود میں پہنچا سکتا ہے۔ ہاں نرا علوی کہلائیں یا شاہ صاحب کہلائیں تو یہ ہو سکتا ہے مگر وہ بھی جبکہ تکبّر سے نہ ہو ورنہ کون نہیں جانتا کہ تکبر و غرور حرام ہیں اور جہنم میں پہنچانے والے ہیں''۔ (فتاویٰ نوریہ جلد دوم ص ٦٦)

ناظرین کرام!۔ اس صحیح صریح فتویٰ پر اس دجال نے اپنی جو ابلیسی ڈنڈی ماری ہے اُس کے الفاظ پڑھیں وہ لکھتا ہے۔ ''موصوف نعیمی صاحب چکسواری آزاد کشمیر کے ایک سائل کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں یہ ایک اصطلاحی چیز ہے۔ اِس اِصطلاح کے لحاظ سے تو غیر فاطمی حضرات سیّد نہیں سکتے۔ ہاں اگر کوئی نئی اصطلاح بن گئی ہو یا بنائی جائے تو کوئی حرج نہیں کہ اصطلاح جدید سے شرعاً ممانعت نہیں آئی''۔

اس نعیمی فتویٰ سے حضرت ابوالکرم کے مُنہ مبارک پر زناٹے دار طمانچہ لگا ہے۔ البتہ نئی

اصطلاح بنانے میں از رُوئے شرع ممانعت نہیں ہے تو اس چھبول مولوی ابوالکرم کو ممانعت کرنے کا کس نے حق دیا ہے۔

لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

(اللطمۃ ص ۳۱)

ناظرین کرام! نعیمی صاحب کا مکمل فتویٰ آپ کے پیشِ نظر ہے۔ دیکھئے اس دجال نے نعیمی صاحب کی عبارت کے الفاظ "یہ ایک اصطلاحی چیز ہے۔ اس اصطلاح کے لحاظ سے تو غیر فاطمی حضرات سیّد نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر کوئی نئی اصطلاح بن گئی ہو یا بنائی جائے تو کوئی حرج نہیں کہ اصطلاحِ جدید سے شرعاً ممانعت نہیں آئی" کو تو لے لیا مگر اس عبارت کے سابقہ اور لاحقہ دونوں کو اپنی ماں کا شیر سمجھ کر ہضم کر ڈالا پھر جو مفہوم اس لایعقل نے سمجھا ہے اُس کا نعیمی صاحب کے فتوے کے مفہوم سے دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ نے تو صاف لکھ دیا کہ "اِس اصطلاح یعنی جو اصطلاح فی الحال موجود ہے اُس کے لحاظ سے غیر فاطمی حضرات سیّد نہیں ہو سکتے"۔ یہی بات تو ہم بھی کہہ رہے ہیں کہ پاکستان و ہندوستان وغیرہ ممالک میں آج کل جو اصطلاح موجود ہے وہ یہی ہے کہ نسب کے لحاظ سے جب کسی کو سیّد کہیں گے تو اِس سے مراد یہی ہوگا کہ وہ حسنین کریمین میں سے کسی ایک کی اولاد و نسل سے ہے۔ اِس کے آگے یہ لایعقل لکھتا ہے۔

"فتویٰ لکھا تھا اپنے مؤقف کے لئے کہ لفظِ سیّد خاص ہے۔ نعیمی صاحب لکھ رہے ہیں یہ لفظ عام ہے"۔ استغفر اللہ العظیم یہ اس دجال کا حضرت مفتی صاحب پر افترائے عظیم ہے آپ نے تو اپنے فتویٰ میں لکھا ہے "مگر آج کل پاکستان وغیرہ چند ممالک کی اصطلاح میں حضور پُر نور ﷺ کی اولاد پاک کو سیّد کہا جاتا ہے جو حضرت امام حسن مجتبیٰ اور امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہما کی بھی اولاد پاک ہے۔ اور عرب ممالک میں ان حضرات کو شریف کہا جاتا ہے"۔

ناظرین کرام! خُود مفتی صاحب کے یہ الفاظ پڑھیں اور اس ابلیس دجال پر لا حول

ولا قوۃ کا دم فرمائیں تا کہ اس کے بے مغز سر سے جن بھوت کا اثر دُور ہو جائے اس کے آگے یہ لایعقل لکھتا ہے۔

''فتویٰ لیا تھا کہ علوی اور ہاشمی سیّد نہیں ہیں۔ نعیمی صاحب لکھ رہے ہیں کہ یہ اصطلاحی چیز ہے لہٰذا نئی اصطلاح بن جائے (جو کہ بن چکی ہے) ہاشمی خاندان کو علوی خاندان کو سیّد کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نعیمی فتویٰ نے ابولکرم سہنسوی کا حلیہ ہی بگاڑ دیا''۔

ناظرین کرام! دیکھئے کے اِس دجال نے مفتی صاحب پر یہ دوسرا افترائے عظیم کیا ہے۔ مفتی صاحب نے تو لکھا ہے کہ ''مگر موجود اصطلاح کے لحاظ سے پرہیز ضروری ہے۔ اگر چہ وہ علوی کی قید یا حیثیت سے سیّد کہے جائیں۔ مگر عوام الناس کو ضرور دھوکا لگتا ہے جو ادعوھم لاٰ بآءِ ھم کی خلاف ورزی کی حدود میں پہنچا سکتا ہے''۔

اِسی ہیر پھیر کو لُغت میں دجل اور مکر وفریب کہتے ہیں اور اِسی وجہ سے ہم اِس شخص کو بھی دجال لکھ رہے ہیں۔ فلعنة الله علیٰ الکاذبین الخائنین الدجّالین آمین۔

بے ولی دجال نے مفتی غلام رسول نقشبندی صاحب کے فتویٰ پر بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

ہم نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۲ میں مفتی غلام رسول نقشبندی جماعتی صاحب کا یہ فتویٰ نقل کیا تھا کہ آپ سے یہ سوال پوچھا گیا کہ قومِ میر عالم میراثی کے متعلق سُنا گیا ہے کہ وہ قریش اور سادات سے تعلق رکھتے ہیں کیا یہ بات صحیح ہے؟'' تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا۔

''قوم میر عالم میراثی اپنے آپ کو حضرت عدنان سے منسوب کرتی ہے جو کہ اکیسویں پُشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ہیں۔ اور بعض اس سے قریب حضرت عکاشہ بن محصن المتوفی ۱۲ھ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ نسب جو اِن کی زبانی سنا گیا ہے نہایت غلط ومخلوط ہے۔ سادات کرام اور قریش کے ساتھ نسبی طور پر ان کا دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ کیونکہ سادات حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی

اولاد سے ہیں۔ جو حسنین کی اولاد سے نہیں ہے وہ سیّد نہیں ہے۔ میر عالم میراثی کا نسبی تعلق حضرت عقیل کی اولاد سے بھی کسی قسم کا نہیں ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عقیل کی اولاد سیّد نہیں ہے۔ اِن لوگوں کا اپنے آپ کو سیّد یا قریش ظاہر کرنا نہایت درجہ کا گناہ اور جرم عظیم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو قابلِ نفرت شخصیت اور ملعون قرار دیا ہے جو کہ اپنے نسب کو دوسری طرف منسوب کرتا ہے اور سفلی اقوام کا اپنے آپ کو سیّد ظاہر کرنا تو مزید جرم ہے واللہ ورسولہ اعلم بالصواب (فتاوٰی جماعتیہ ص ۳۵۸)''

ناظرینِ کرام! اِس فتویٰ کو پڑھیے اور غور فرمایئے کہ بھلا اِس فتویٰ میں بھی کوئی بات غلط لکھی گئی ہے جس پر یہ بدحواس اپنی ابلیسی ڈنڈی مارے لیکن پکا کھوہ نزد بے ول کا ایک بدحواس دجال ہے جو اپنی عادت سے مجبور ہو کر اپنے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی ابلیسی ڈنڈی مارتے ہوئے لکھتا ہے۔

''دوسرا فتویٰ ابوالکرم سہنسوی صاحب نے مفتی غلام رسول کا فتویٰ شائع کیا ہے۔ ہاشمی سیّد کا بصیرہ ہے کہ مفتی صاحب رافضی ذہن رکھتے ہیں۔ رافضیوں کی مدد کرنے میں کافی بڑا آپ کا کردار ہے لہٰذا اِس فتوے کے بارہ میں اتنا ہی کافی ہے۔ ابوالکرم کو تفصیل درکار ہُوئی تو بندہ حاضر ہے''۔ (اللطمۃ ص ۳۳)

ناظرین کرام:۔ اِس دجال کی مندرجہ بالا عبارت مفتی غلام رسول صاحب کے فتویٰ کے بارہ میں پڑھیے اور غور فرمایئے کہ اگر اِس شخص کا یہ کہنا درست بھی ہو کہ مفتی صاحب رافضی ذہن رکھتے ہیں تو جب اُنہوں نے اپنے اِسی ذہن سے جو فتویٰ دیا ہے وہ اعلیٰ حضرت بریلوی، مفتیء اعظم پاکستان، فقیہ اعظم بصیر پوری اور مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب کی رائے اور اِن کے مؤقف کے مواقف ہے تو پھر اِس فتوے میں اپنی ابلیسی ڈنڈی مارنے کا اِس دجال کو کیا حق تھا مگر جب سرشت ہی ابلیسی ہو تو انسان اپنی ابلیسی ڈنڈی ضرور مارتا ہے۔ اے بے ولی دجال بدحواس سُن لو

یُوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:۔

ہم نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۴ پر مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا سیّد ابوالبرکات احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل فتویٰ نقل کیا تھا۔ آپ سے یہ سوال پوچھا گیا کہ زید اپنے آپ کو سیّد کہلواتا ہے اور شجرۂ نسب مانگنے پر وہ کھوکھروں کا شجرۂ نسب پیش کرتا ہے۔ اپنے تمام خط وکتابت میں اور جملہ اُمور میں اپنے آپ کو وہ سیّد لکھتا ہے تو کیا وہ سیّد کہلا سکتا ہے؟ آپ نے اِس کے جواب میں لکھا۔

''صورتِ مسئولہ میں جو شخص اپنے آپ کو سیّد کہلواتا ہے اور خط وکتابت میں بھی خُود کو سیّد لکھتا ہے اور شجرۂ نسب طلب کرنے پر وہ کھوکھروں کا شجرۂ نسب پیش کرتا ہے تو اُس کے کاذب ہونے میں شک وشبہ نہیں اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ لعنة الله علی الکاذبین ۔ خُدا جانے زید نے کتنی بار اپنے آپ کو سیّد کہلایا اور لکھا ہوگا حالانکہ گناہٗ صغیرہ پر اصرار کرنے سے وہ گناہٗ کبیرہ ہو جاتا ہے اور سیّد تو وہ شخص ہوسکتا ہے جو کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ہو نہ کہ وہ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری بیویوں کی اولاد سے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیّدۃ نساۤء اھل الجنّۃ اور امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کو الحسن والحسین سیّدا شباب أھل الجنّۃ فرمایا ہے۔ اِس لئے اِنہی کی اولاد سیّد ہوسکتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیویوں سے جو اُن کی اولاد ہے وہ صرف علوی کہلا سکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن حنیفہ ہیں جو کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے باپ کی طرف سے بھائی ہیں۔ اور جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے بلایا اور آپ اُن کے بلانے پر میدانِ کربلا میں اُترے تو اُن دنوں میں محمد بن حنفیہ بیمار تھے۔ ساتھ نہ جا سکے تھے وہ علوی ہیں سیّد نہیں ہیں۔ لہٰذا زید کو چاہیے کہ وہ فوراً توبہ کرے اور آئندہ کے لئے اپنے آپ کو سیّد کہلانے سے باز آئے کہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو وہ امامت سے الگ کر دیا جائے۔ کیونکہ ایسا شخص امامت کے لائق نہیں

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم“ (ہفت روزہ ”سوادِ اعظم“ لاہور بابت ۲۱ جون ۱۹۶۲ء)

ناظرین کرام! اپکا کھوہ نزد بے دل کے بدحواس دجال نے اپنی کھلی آنکھوں سے اگر استاذ الاساتذہ حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے اِس فتویٰ کو دیکھا ہی نہیں ہے تو یہ حضرت صاحب کی کرامت سمجھئے ورنہ وہ اِس فتویٰ میں بھی ضرور بالضرور اپنی ابلیسی ڈنڈی مارتا اور اپنا نامۂ اعمال مزید سیاہ کرتا۔ اور اِس فتویٰ کو بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی مار کر اپنے مدِ مقابل ابوالکرم سہنسوی کو خُوب خُوب طعنہ زدی کرتا اور اپنے ناپاک دل سے اپنے ابلیسی غبار کو نکال کر راحت وسکون کا سانس لیتا۔ اِس ابلیس فطرت شخص سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ اِس نے اِس فتویٰ کو حق مان کر اِس پر اپنی ابلیسی ڈنڈی نہیں ماری کیونکہ جب انسان کی سرشت ہی ابلیسی ہو تو وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر اپنی ابلیسی ڈنڈی ضرور مارتا ہے۔ یہ شخص اب افسوس کر رہا ہوگا کہ کاش میں اِس فتویٰ کو بھی اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھتا اور اِس پر خُوب خُوب برس کر ابوالکرم سہنسوی کو کوستا تو یہ بہت اچھا موقع تھا جو میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر

؎ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

بے ولی دجال نے حضرت مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب کی عبارت پر اپنی سب سے زیادہ زوردار ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

ہم نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۵ پر حضرت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب ساہیوال والوں کی یہ عبارت نقل کی تھی۔ ”تمام ساداتِ کرام ترندی ہُوں یا مشہدی، بخاری ہُوں یا گیلانی سبھی خاندانی اور قومی لحاظ سے بنو ہاشم ہیں۔ ان کے ساتھ سیّد کا خصوصی لفظ بطورِ لقب استعمال ہوا ہے بطورِ قوم نہیں“۔

(ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال بابت جولائی ۲۰۰۲ء)

اِس بدحواس دجال نے اِس عبارت پر اپنی زیادہ زوردار قوت سے اپنی ابلیسی ڈنڈی

مارتے ہُوئے لکھا ہے کہ

''ابوالکرم سہنسوی شاہ صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں' تمام سادات ترمذی ہوں یا مشہدی بخاری ہُوں یا گیلانی۔ سبھی خاندانی اور قومی لحاظ سے بنو ہاشم ہیں۔ اِن کے ساتھ سیّد کا لفظ بطورِ لقب ہے قوم نہیں'' منظور شاہ صاحب کے بیان نے ابولکرم سہنسوی کا سخت نقصان کیا۔ جب سادات بنو ہاشم ہیں۔ قوم کے لحاظ سے ہاشمی ہیں۔ سیّد کا لفظ بطورِ لقب ہے۔ بطورِ قوم نہیں تو سہنسوی صاحب بتائیں کہ وہ پاکستان اور ہندوستان میں سیّد کا لفظ بطور قوم کیوں استعمال کر رہے ہیں۔ معلوم ہُوا کہ یہ دھکے شاہی چل رہی ہے۔ سیّد قوم نہیں سیّد عزت کا لفظ ہے۔ قوم ہاشمی ہے''۔ (اللطمۃ ص ۳۷)

ناظرین کرام! شاہ صاحب کی جو عبارت ہم نے نقل کی ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور اِس بدحواس دجال نے اُن کی جو عبارت نقل کی ہے وہ بھی آپ کے پیشِ نظر ہے۔ دونوں عبارتوں کو پڑھ کر دیکھیں کہ شاہ صاحب کی اصل عبارت میں ''سیّد کا خصوصی لفظ'' لکھا گیا ہے مگر اِس خائن بددیانت شخص نے ''خصوصی'' کا لفظ حذف کر کے شاہ صاحب کی مراد کو واضح کرنے کے بجائے اپنی دجالی مراد کو لکھ دیا ہے کیونکہ شاہ صاحب کے نزدیک سیّد کا لفظ ساداتِ کرام کے ساتھ خاص ہے۔ کسی دوسرے ہاشمی یا قریشی کے لئے لفظِ سیّد استعمال کرنا شاہ صاحب کے نزدیک غلط ہے۔ دیکھئے اِس عبارت نے تو بے ولی بدحواس بددیانت دجال کے مُنہ پر زوردار طمانچہ رسید کیا ہے۔ کل قیامت کے دن اِس بدبخت کو شاہ صاحب کے سامنے جوابدہ ہونا ہے لیکن اپنی عاقبت کی فکر سے یہ شخص بالکل بے نیاز ہے۔ کاش کہ اِس شخص کو قیامت کے روز ربّ کائنات کے روبرو اپنی ان بداعمالیوں' خیانتوں' دجالی حرکتوں' چالبازیوں' دشنام طرازیوں اور بداخلاقیوں کی جواب دہی کا احساس ہوتا تو وہ اپنی بدحواسیوں کے ظاہر کرنے میں کمی کرتا۔

سیعلم الذین ظلموا بأیّ منقلب ینقلبون.

بے ولی دجال نے مذکور بالا سنّی بریلوی علمائے کرام کو "واولی الأمر" سے خارج مانا ہے:۔

سنّی بریلوی مسلمانوں کی خصوصی توجہ کے لئے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس بے ولی دجال نے امام اہلِ سنت مجدّدِ دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کو "واولی الأمر" سے خارج مانا ہے حالانکہ آپ کی علمیّت کا سکّہ عرب وعجم کے بڑے بڑے علماء کرام پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور آج بھی آپ کا رضوی مسلک ہی مسلکِ حق اہلِ سنّت وجماعت سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کے فتووں اور عبارتوں کے مقابلہ میں اِس لایعقل نے یہ لکھا ہے کہ "اولی الامر کی اطاعت: ابوالکرم سہنسوی بازار لکھتے ہیں۔ اِس آیت کریمہ یا ایھاالذین آمنو اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں اللہ تعالیٰ نے تین قسم کی اطاعتیں مومنوں پر فرض فرمائی ہیں۔ اپنی اطاعت' اپنے رسول کی اطاعت اور علماء دین کی اطاعت" ہاشمی سیّد کہتا ہے کہ اولی الامر کی اطاعت مشروط ہے' پہلی دو اطاعتیں غیر مشروط ہیں اور یہ وضاحت فان تنازعتم فی شئی۔ مذکورہ آیت کے ساتھ ہی مذکور ہے مگر ابوالکرم نے ظاہر کیا کہ تینوں اطاعتیں برابر ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ پہلی دو غیر مشروط اور اولی الامر کی اطاعت مشروط ہے۔ لابشرط شِیء اور بشرط شئی میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ ابوالکرم بازاری نے یہاں بھی دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ لاطاعة لمخلوق فی معصيّة الخالق حدیثِ رسول کو بھی چھپا دیا ہے۔ عقائد میں کسی کی اتباع اور تقلید کا معاملہ نہیں۔ عقائد ہمیشہ علی وجہ البصیرۃ قبول کیے جاتے ہیں جیسا کہ سورۂ یوسف میں اعلان ہے، علیٰ بصیرۃ أنا ومن اتبعنی ، میں اور میرے پیروکار بصیرت پر ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا۔ متقدمین کا عُرف متاخرین کے عُرف سے بہتر ہے۔ آپ عالمِ ربانی (امام سیوطی) کی بات نہیں مان رہے ہیں اور اپنے من کی باتیں رافضیوں کی پیروی میں دبائے جا رہے ہیں۔ مولانا محمد شریف الحق امجدی کی اطاعت اور اُستاذ الکل علامہ عطا محمد

بندیالوی کی اطاعت نہیں کر رہے ہیں۔ سب کے حق بیان بتائے جا چکے ہیں۔ بندے کو آپ نے عالم فاضل تسلیم کیا ہے مگر میری اطاعت نہیں کر رہے ہو"۔ اھ (اللطمۃ ص ۸۵)

ناظرین کرام! اِس دجال کی مندجہ بالا عبارت کو پڑھیے اور اِس کے علم و فضل پر ماتم کیجئے کہ یہ شخص اعلیٰ حضرت بریلوی، مفتیِ اعظم پاکستان، مولانا فقیہ اعظم بصیر پوری، مولانا غلام رسول نقشبندی اور مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب کے متفقہ فیصلہ اور صحیح شرعی مسئلہ کے مقابلہ میں مولانا عطاء محمد بندیالوی، مولانا شریف الحق مجددی کے خلافِ شرع مؤقف کو ترجیح دے رہا ہے اور اِس کی یہ بدحواسی کے یہ متجاہل خود اپنی اطاعت کی بھی دعوت ہمیں دے رہا ہے۔ والی اللہ المشتکیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا عطاء محمد بندیالوی کی نظر میں:۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کتاب سیف العطاء کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

''حضرت علامہ مولانا محمد اشرف قادری مدّ ظلہ کی شادی کے موقع پر مولانا بندیالوی سلانوالی تشریف فرما تھے۔ دورانِ گفتگو علامہ نبہانی قدس سرہٗ کی تالیف جواہر البحار کا ذکر آ گیا تو حضرت ملک المدرّسین فرمانے لگے۔ ''عربی میں علاّمہ نبہانی، فارسی میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور اردو میں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہم ایک ہی رنگ میں رنگے ہُوئے تھے اِن حضرات نے شانِ رسالت کی عظمت کو خُوب خُوب بیان کیا۔ اِن کی زندگی کا مشن ہی بارگاہ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کرنا تھا''۔ ماہنامہ ''ندائے اہلسنت'' لاہور سے اپنے ایک انٹرویو میں فرمایا۔ ''بظاہر مجھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ نہیں مل سکا تاہم میرے اکثر اساتذہ محدثِ بریلوی کا ذِکرِ خیر حُجت کے طور پر کیا کرتے تھے اور خُود مجھے کتابیں پڑھنے کا شعور آیا تو اعلیٰ حضرت کی کتابوں نے میرے مطالعہ میں وسعت پیدا کی۔ آپ کا علم جیسے جیسے پختہ ہوتا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت کی کتابیں پڑھتے جایئے آپ اُن سے عقیدت رکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کوئی عنوان ایسا

نہیں ہے جس پر امام اہلِ سنت کے قلم نے کوئی پہلو تشنہ چھوڑا ہو۔ اِس لئے میں اپنے استاذ کی طرح ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بطورِ حجّت پیش کرتا ہوں۔

(ماہنامہ ''ندائے اہل سنت'' لاہور شمارہ فروری ۱۹۹۰ء بحوالہ سیف العطاء ص ۱۷)

مولانا شریف الحق امجدی اعلیٰ حضرت سے فیض یافتہ لوگوں کے شاگرد ہیں:۔

اِس بے ولی دجالی نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں مولانا محمد شریف الحق امجدی کو بھی پیش کیا ہے۔ حالانکہ اِن کی ''امجدی'' نسبت ہی بتا رہی ہے کہ آپ نے حضرت مولانا امجد علی اعظمی صاحب بہارِ شریعت سے علم کی دولت سمیٹی ہے۔ امجدی صاحب کے استاد مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت کے اتنے معتقد تھے کہ آپ نے اپنی کتاب بہارِ شریعت میں اعلیٰ حضرت کی تحقیقات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا ہے۔ مزید برآں یہ کہ امجدی صاحب کی اس مسئلہ میں تحقیق ہم آگے لکھیں گے۔ یہ تحقیق اعلیٰ حضرت کے مؤقف کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا اس شخص کا امجدی صاحب کو اپنا ہم خیال کہنا اس کی صریح کذب بیانی ہے۔

بہر حال اعلیٰ حضرت بریلوی، مفتیِ اعظم پاکستان وغیرہ علمائے کرام کے مقابلہ میں علامہ بندیالوی صاحب کے مؤقف کو صحیح قرار دینا یہ پکا کھوہ نزد بے ول کے باشی بدحواس دجال ہی کا وطیرہ ہے۔ سنّی حضرات سے گذارش ہے کہ یہ شخص مسلکِ حق اہلِ سنّت چھوڑ کر گمراہ ہو گیا ہے۔ اِس لئے اِس سے مکمل بائیکاٹ رکھیں اور اِس کی راہ و رسم سے کوسوں دُور رہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل بخشے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

بے ولی دجال نے لفظِ سیّد کے بارہ میں دو رُخ اختیار کیے ہیں۔

سیّد کون ہوتے ہیں کہ بارہ میں اِس شخص نے دو رُخ اختیار کیے ہیں چنانچہ وُہ ایک رُخ میں لکھتا ہے۔

''سوال:۔ کیا ہاشمی خاندان کا مسلمان صاحب ایمان عالم فاضل سیّد کہلوا سکتا ہے؟

الجواب:۔ مجمل اور مختصر جامع جواب یہ ہے کہ ہاشمی خاندان، علوی خاندان، زینبی خاندان، آلِ عقیل، آلِ حمزہ، آلِ عباس اور قریش خاندان کی تمام شاخوں کے لوگ جو ''خصوصیاتِ آتیہ'' کے حامل ہوں اُنہیں سیّد کہنا از رُوئے قرآن وحدیث وازرُوئے تعاملِ اہلِ اسلام بالکل جائز ہے۔ اِس میں از رُوئے شرع کسی قسم کی کراہت بھی نہیں''۔

(من ھوالسید ص۲)

اور پھر صفاتِ آتیہ کی تشریح کے سلسلہ میں لکھتا ہے۔

سوال:۔ ''سیّد کا معنی و مطلب کیا ہے اور سیّد کا لفظ کونسے اوصاف کے حامل پر بولا جاسکتا ہے؟

الجواب:۔ تفسیر کشاف، مبارک، خازن، احکام اور المنار البغوی وغیرہ کتب کی روشنی میں سیّد کے معانی، مطالب اور اطلاقات حسبِ ذیل ہیں۔ سیّد سردار کو کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے۔ سیّد وہ ہے جو اپنے ربّ کا مطیع ہو۔ سیّد فقہ میں ماہر اور عالم کو کہتے ہیں۔ سیّد وہ ہے جو علم، عبادت اور تقویٰ میں بلند ہو۔ سیّد وہ ہے جو صرف حق کے لئے غصہ میں آتا ہو۔ سیّد وہ ہے جو اچھی خصلتوں سے مالا مال ہو۔ سیّد وہ ہے جو سخی ہو اور سیّد وہ ہے جو اپنی قوم پر شرف اور بزرگی میں فوقیت رکھتا ہو''۔ (من ھوالسید ص۸)

نیز لکھتا ہے۔

سوال:۔ سیّد کوئی قوم ہے؟ **الجواب:۔** ہرگز نہیں۔ سیّد عزت کا لفظ اور لقب ہے۔ مدح کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قوم قریشی ہاشمی ہے''۔ (من ھوالسید ص۹)

اور یہ شخص اپنے دوسرے رُخ میں لکھتا ہے۔

سوال:۔ آپ نے لفظِ سیّد کو قریشی ہاشمی خاندان کے لئے عام کر دیا۔ آپ حسنین کریمین کی اولاد کے لئے خاص کیوں نہیں کرتے؟

الجواب:۔ ہم اہلِ سنّت ہیں۔ ہم اللہ کی رحمت، عنایت اور کرم نوازی کو جہاں عام ہے وہاں اُسے خاص نہیں کرتے۔ جب قرآن نے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نے لفظِ سیّد کو عام کیا ہے تو ہم اُسے خاص کیسے کر سکتے ہیں۔ رحمتِ خداوندی جہاں عام برس رہی

ہے ہم اُسے محدود کیسے کریں۔" (من ھوالسید ص ۱۰)

نیز یہ شخص لکھتا ہے۔

سوال:۔کئی قریشی ہاشمی جوا بازی اور بٹیر بازی کرتے ہیں کیا اُنہیں سیّد کہنا درست ہے؟

الجواب:۔درست ہے۔وہ سیّد خاندان قریشی ہاشمی کی وجہ سے ہیں مگر بُرے کردار سے وہ خاندان کی سفید چادر پر بدنما داغ اور کلنک کا ٹیکہ ہیں"۔ (من ھوالسیّد ص ۸)

ناظرین کرام! مقامِ غور ہے کہ اِس بے ولی دجال نے لفظِ سیّد کے استعمال کے بارہ میں دو رُخ اختیار کیے ہیں اِس دو رُخے شخص کا ایک رُخ تو یہ ہے کہ قریشی ہاشمی خاندان کے وہی افراد سیّد کہلا سکتے ہیں جن میں صفاتِ آتیہ پائی جاتی ہُوں پھر اُس نے خُود ہی اِن صفاتِ آتیہ کی تشریح کرتے ہُوئے لفظِ سیّد کے اطلاقات کی تفصیل بھی بیان کر دی ہے۔ اِس دو رُخے شخص کے ایک رُخ سے معلوم ہُوا کہ لفظِ سیّد صرف ہاشمی قریشی خاندان کے شرفآء اور نیک افراد ہی پر بولا جائے گا اور اِس خاندان کے جو افراد جوا بازی یا بٹیر بازی کرتے ہُوں وہ سیّد نہیں کہلا سکتے۔اور اِس دو رُخے شخص کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ اِس کے نزدیک سیّد صرف قریشی ہاشمی خاندان کا نام ہے اِسی لئے تو یہ شخص قریش خاندان کے انڈے بچّے تک کو سیّد کہہ رہا ہے اور اگرچہ اِس خاندان کا کوئی شخص اِس کی بیان کردہ صفاتِ آتیہ کا حامل نہ بھی ہو تو وہ ہاشمی قریشی نسل سے ہونے کی وجہ سے سیّد ہے۔اگرچہ وہ جوا بازی اور بٹیر بازی بھی کرتا ہو۔

برِّصغیر پاک و ہند کے آج کل کے عرفِ عام میں دو رُخی کرنے والے شخص کو منافق کہا جاتا ہے اِس لئے حروفِ قرآن کو رٹ لینے والا یہ بے ولی دجال خُود آیتِ کریمہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار کا ترجمہ کنزالایمان میں دیکھ کر اپنے انجام کو جان لے۔اللہ تعالیٰ ایسے شاطر شخص کی شاطرانہ حرکتوں کی نحوست سے محفوظ رکھے۔اللہ کرے مسلمان اِس شخص کی حقیقت کو سمجھ کر اِس سے کنارہ کشی کریں۔اِسی میں اِن کے دین و ایمان کی سلامتی ہے۔اِس شخص کا راہِ راست پر آنا محال نہیں تو ناممکن ضرور

ہے کیونکہ کفارِ مکہ کے بارہ میں ہم نے یہ شعر لکھا ہے۔

بے نصیبوں کو ملی پھر بھی نہ دولت دین کی
عمر گذری آپ کی گو اُن کو سمجھاتے ہوئے

کسی شخص کا نام یا لقب اُس کی نسل کی پہچان کا ذریعہ بن جاتا ہے:۔

ہر شخص کی نسل کی پہچان اُس کے نام یا لقب کی نسبت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا اِس نسبت سے اُن کی نسل کو قرآن نے بنی اسرائیل کہا۔ یونہی قریش خاندان کی سب شاخوں کے نام اُن کے جدِ اعلیٰ کی نسبت سے ہیں۔ صاحبِ سیف العطاء نے لقب اور قوم میں جو فرق لکھا تھا اُس کے جواب میں مفتی غلام رسول نقشبندی صاحب لکھتے ہیں۔

''سیّد کا لغوی معنی ربّ، مالک، کریم، شریف، سردار، سخی، عقل منداور بُردبار ہے اور اہلِ عُرفِ عام کے اعتبار سے سیّد صرف فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے۔ اور علمائے لغت نے بھی لکھا ہے کہ سیّد رسول اللہ کی دختر کی اولاد آلِ رسول ہے۔ اِس کی جمع سادات ہے۔ (فیروز اللغات ص۷۸۴)

مسلمانوں کے ہاں سیّد فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد اور اُن کی نسل سے جو لوگ ہوں وہ ہیں (مصباح اللغات ص۴۰۵)

اور کتاب الورد ص۸۰۱ میں ہے سیّد اولادِ نبوی ہے اور محیط المحیط ص۴۳۹ میں ہے۔ السیّد من المسلمین من کان من سلالۃ الرسول والسیّد ان الحسن والحسین من ابناۤء علیّ. مسلمانوں میں سیّد وہ ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہیں اور سیّدان حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو کہا جاتا ہے جو کہ حضرت علی کے بیٹوں میں سے ہیں۔ اب اہلِ لغت کی اِن کتابوں سے ظاہر ہُوا ہے کہ مسلمانوں میں سے صُرف سیّد اُن کو کہا جائے گا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہیں اور کسی دوسرے کو نسب کے اعتبار سے سیّد نہیں کہا جائے گا اور اگر کسی دوسرے کو سیّد کہا گیا ہے تو وہ اُس معنے میں نہیں کہا گیا ہے

جس معنے میں ساداتِ کرام سیّد ہیں بلکہ وہ بمعنی سردار کے ہوگا جیسے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قرآن میں سیّد کہا گیا ہے یا حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو سیّد کہا گیا ہے۔
یہ بمعنے سردار ہے تو اب ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کے عُرف میں سیّد صرف وہ ہیں جو اولادِ رسول ہیں یعنی خاتونِ جنّت کی اولاد بواسطہ علی بن اَبی طالب ہے اور حضرت علی کی دوسری اولاد جو اِن کی دوسری بیویوں سے ہے وہ سیّد نہیں ہے البتہ اُن کو علوی کہا گیا ہے۔
اب جبکہ سیّد صرف اولادِ رسول اور سادات کی برادری کے لئے خاص ہوگیا ہے تو وہ ان کے لئے لقب نہیں ہے بلکہ اِن کے لئے یہ لفظ اِسی طرح ہے جیسے کہ قوم قریش کے لئے قریشی کا لفظ اور ہاشمیوں کے لئے ہاشمی کا لفظ ہے۔ کیونکہ قریش بھی اصل میں لقب ہی ہے چنانچہ حضور ﷺ کے آباء واجداد میں حضرت فہر بن مالک جو ہیں اُن کا لقب قریش ہے۔ اور اُن کی اولاد قریش یا قریشی کہلاتی ہے۔ فہر بن مالک کو قریش اِس لئے کہتے ہیں کہ قریش ایک سمندری جانور ہے جو بہت ہی طاقتور ہوتا ہے اور سمندری جانوروں کو کھا ڈالتا ہے۔ یہ تمام جانوروں پر ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے اور کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ چونکہ فہر بن مالک اپنی شجاعت اور خداداد طاقت کی بناء پر تمام قبائل عرب پر غالب تھے اِس لئے تمام اہلِ عرب اِن کو قریش کے لقب سے پکارنے لگے چنانچہ اِس کے بارہ میں شمرخ بن عمرو حمیری کا یہ شعر بہت مشہور ہے۔ و قریش هی التی تسکن البحر ـ بها سمّیت قریش قریشاً۔ یعنی قریش ایک جانور ہے جو سمندر میں ہی رہتا ہے اِسی کے نام پر قبیلۂ قریش کا نام قریش رکھ دیا گیا۔ (زرقانی شرح مواھب اللدنیہ ص ۷۶)
اِسی طرح ہاشم بھی لقب ہی ہے۔ کیونکہ حضرت ہاشم کا اصلی نام عمرو تھا۔ ایک سال عرب میں قحط پڑ گیا اور لوگ محتاج ہو گئے تو آپ ملکِ شام سے خشک روٹیاں خرید کر حج کے دنوں میں مکہ پہنچے اور روٹیوں کا چورہ کر کے اُونٹ کے گوشت کے شوربہ میں ثرید بنا کر تمام حاجیوں کو خوب پیٹ بھر کر کھلایا۔ اُس دن سے لوگ اُن کو ہاشم (روٹیوں کا چورہ کرنے والا) کے لقب سے پکارنے لگے۔ اب دیکھئے کہ قریش حضرت فہر بن مالک اور ہاشم

حضرت عمرو کا لقب ہیں۔اگر اِن کی طرف نسبت کرنے سے قریشی یا ہاشمی کا علامتِ نسب کے طور پر اختصاص ہو جاتا ہے تو پھر سیّد کا لفظ بھی جو امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کا لقب ہے وہ بھی اِن کی اولاد کے لئے علامتِ نسب کے طور پر مختص ہو جاتا ہے۔جیسے کہ محیط المحیط والے نے کہا ہے کہ مسلمانوں میں صرف سید آلِ رسول کو کہا جاتا ہے۔اور اہلِ لغت کو بھی علم تھا کہ سیّد امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کا لقب ہے لیکن پھر بھی اُنہوں نے لفظِ سیّد کو بطورِ علامتِ نسب حضورﷺ کی اولاد کے ساتھ مختص کر دیا۔تو اب یہ صرف اور صرف سادات کے لئے خاص ہو گا اور بطور نسب سیّد کا لفظ کسی دوسرے خاندان کے شخص کے لئے بولا نہیں جائے گا) اور اگر کسی اور پر بولا جاتا ہے تو یہ بطورِ اعزاز بمعنے سردار کے ہو گا۔

اب اِس مؤلفِ (سیف العطاء) کا بار بار یہ کہنا کہ سیّد لقب ہے یہ بطورِ علامتِ نسب استعمال نہیں کر سکتے غلط ٹھہرا کیونکہ قریش اور ہاشم بھی لقب ہیں اگر وہ (لقب ہونے کے باوجود) بطورِ علامتِ نسب استعمال ہوتے ہیں تو اولادِ رسول کے لئے سیّد (باوجود لقب ہونے کے) بطورِ علامتِ نسب استعمال ہو سکتا ہے۔جب قریشی یا ہاشمی کہا جائے گا تو پھر اِن کے لئے یہ محض لقب نہیں رہے گا بلکہ اسم اور نام (یعنی علم) بھی بن جائے گا۔جب لقب اور اسمِ علم میں قریبی مناسبت ہے تو بایں وجہ کسی کا لقب بھی اُس کی قوم کے لئے علم بن جاتا ہے جیسا کہ فہر بن مالک کا لقب قریش اِس کی قوم اور اولاد کے لئے بطورِ علامتِ نسب علم بن گیا یا ہاشم آپ کی اولاد کے لئے بطورِ علامتِ نسب علم بن گیا۔اب جبکہ کسی شخص کو ہاشمی کہا جائے گا تو اِس کے اصلی معنیٰ (روٹی کا چورہ بنانے والا) نہیں کیا جائے گا بلکہ اِس سے مراد ہو گا کہ یہ شخص حضرت ہاشم کی اولاد سے ہے اِسی طرح امام حسن و حسین کا لقب سیّد تھا۔اب حسنین کریمین کی اولاد سے اگر کسی کو سیّد کہا جائے تو اِس سے مراد وہ معنے اصلی (جس میں سیادت کا وصف ظاہر ہو) نہیں ہو گا بلکہ اِس سے مراد اُن کی اولاد ہو گی''۔

(کتاب ''تعظیم اولادِ رسول'' مؤلفہ مفتی غلام رسول نقشبندی مطبوعہ زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور ص ۳۷۵)

بے ولی دجال علاّمہ بندیالوی صاحب کا شاگرد و مقلِّد ہے:۔

علاّمہ عطا محمد بندیالوی جن کی لکھی ہوئی کتاب سیف العطاء کی ایک عبارت کا ردّ بلیغ مفتی غلام رسول نقشبندی جماعتی نے مندرجہ بالا عبارت میں لکھا ہے یہ بے ولی دجّال اُن کا نہ صرف یہ کہ شاگرد ہے بلکہ وہ اِن کو اپنا امامِ مذہب مانتے ہوئے اُن کا مقلد بھی ہے۔ اِس شخص کا ایک عقیدت منداِس کی تعلیم کے بارہ میں لکھتا ہے۔

''بعد از حفظ ۱۹۹۳ء میں آپ نے فیصل آباد جامعہ امینیہ رضویہ محمد پورہ میں فقیہ العصر مفتی محمد امین مدظلہ العالی کے زیرِ سایہ بحکمِ مرشدِ پاک درسِ نظامی کی ابتداء کی چھ سال اِسی جامعہ میں تعلیمی سلسلہ جاری رہا۔ ۱۹۶۹ء کے آخر میں جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف تشریف لے گئے وہاں ملک المدرسین علاّمہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہدِ اسلام صاحبزادہ محمد عبدالحق زیدہ مجدہٗ سے دوسال کے عرصہ میں مثالی محنت کر کے مختلف علوم وفنون کی بے شمار کتب پڑھنے کی سعادت حاصل کی''۔

(پیدائشی نبی حصہ اوّل ص ۲۹)

اور بے ولی کے علاّمہ بندیالوی کے مقلّد ہونے کے ثبوت میں اُس کی درج ذیل عبارت پڑھیے وہ لکھتا ہے۔''استاذ الکل علاّمہ عطا محمد بندیالوی چشتی کا نظریہ:۔ آپ فرماتے ہیں کسی حدیث میں بنو فاطمہ کے لئے من حیث القوم اور پھر وہ بھی علامتِ نسب کے طور پر سیّد یا سادات میں سے کسی ایک لفظ کا بھی ثبوت نہیں ملتا۔ مزید فرماتے ہیں۔ سیّد کا لفظ جو ایک الگ قومیت کے وجود کو ظاہر کرنے کے لئے ہمارے عرف میں مستعمل ہوا۔ کیا حضور علیہ السلام کی کسی حدیث سے اِس کا ثبوت ملتا ہے؟'' (اللطمہ ص ۶۲)

ناظرین کرام:۔ بندیالوی صاحب کے مندرجہ بالا قول کا مکمل اور مفصل جواب مفتی غلام رسول نقشبندی صاحب نے بڑی وضاحت اور تفصیل سے دیا ہے جسے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ اگر اِن لوگوں کا یہ دعویٰ ٹھیک ہے کہ کسی شخص کا لقب اُس کی نسل کا خاندانی نام نہیں بن سکتا تو پھر اِن لوگوں کو قریشی اور ہاشمی بھی نہیں کہلانا چاہیے اور قرآن نے جو اولادِ

یعقوب علیہ السلام کو بنی اسرائیل کہا ہے۔ معاذ اللہ اِسے بھی غلط کہنا چاہیے۔ ہاں اِن لوگوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت سے اپنے آپ کو صرف آدمی کہلوانا چاہیے کیونکہ قرآن مجید میں صاف آیا ہے ولقد کرمنا بنی آدم (اور ہم نے آدمیوں کو کرامت بخشی) افسوس اِن لوگوں کو شاید یہ علم نہیں کہ جب کسی قوم کی نسل پھیلتی ہے تو اُس کے ہر قبیلہ وشاخ کے لئے ایک خاص نام عرفِ عام میں مشہور ہو جاتا ہے۔ کبھی یہ نام اُس شخص کے نام کی مناسبت سے بنی فلاں ہوتا ہے اور کبھی اُس کے خاص لقب کی مناسبت سے ہوتا ہے جیسے بنی امیہ، بنی عبد شمس، بنی نوفل، بنی ہاشم کہ پہلے تین نام اُن قبیلوں کے جدِ اعلیٰ کے نام کی مناسبت سے ہیں اور چوتھا نام اِس قبیلہ کے جدّ اعلیٰ کے لقب سے ہے۔ بدیں وجہ حضرت مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔ ''تمام ساداتِ کرام ترمذی ہوں یا مشہدی، بخاری ہوں یا گیلانی سبھی خاندانی اور قومی لحاظ سے بنو ہاشم ہیں اِن کے ساتھ سیّد کا خصوصی لفظ بطورِ لقب استعمال ہوا ہے بطورِ قوم نہیں''۔

شاہ صاحب کی اِس عبارت کا یہی مطلب ہے کہ قوم بنی ہاشم ہے۔ اِس ہاشمی قوم کے آگے چند قبیلے ہیں۔ مثلاً بنو عباس بنو ابی طالب، بنو ابولہب، بنو حارث، بنو عبد اللہ تو جس طرح بنو عباس، بنو ابو طالب بنو ابولہب اور بنو حارث کے خاص نام (اسمائے علم) اِن شاخوں کے مخصوص ومختص نام ہیں اسی طرح بنو عبد اللہ کے فرزندار جمند محمد عربی ﷺ کے لقب سیّد کو آپ کی اولاد جو حسنین کریمین کی ہی اولاد ہے کے لئے عُرف عام میں مخصوص ومختص کیا گیا ہے۔ اب جبکہ بطورِ نسب سیّد کا لفظ رسول اللہ ﷺ کی آل کے لئے اصطلاح وعرفِ عام میں مخصوص ومختص کر دیا گیا ہے تو پھر بطورِ نسب اِس لفظ کو کسی دوسرے قبیلہ کے شخص پر استعمال کرنا اُسی طرح گناہ ہے جس طرح کہ کسی سیّد النسب شخص کو جعفری یا عقیلی یا عباسی کہنا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

بے ولی دجال کے نزدیک معاذ اللہ اولادِ فاطمہ حضور کی مجازی اولاد ہے:۔

کسی شخص کے بیٹوں کی اولاد جس طرح اُس شخص کی حقیقی اولاد ہوتی ہے اِسی

طرح اُس کی بیٹیوں کی اولاد بھی اُس کی حقیقی اولاد ہوتی ہے۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ بیٹوں کی اولاد اُس کی پشتی اور نسبی دونوں لحاظ سے اُس کی اولاد ہوتی ہے اور اُس کی بیٹوں کی اُولاد اُس کی صرف پُشتی حقیقی اولاد ہوتی ہے۔ لیکن حقیقی اولاد ہونے میں بیٹوں اور بیٹیوں دونوں کی اولادیں یکساں حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر ایک بے ولی دجال ہی ایسا شخص ہے جس کے نزدیک نواسے نواسیاں' نانا' نانی کی حقیقی اولاد ہی نہیں ہوتے بلکہ مجازی اولاد ہوتے ہیں۔ اِس بد بخت بے نصیب شخص کی درج ذیل عبارتیں خُود پڑھ کے دیکھ لیں چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

ابوالکرم سہنسوی کا انتہائی ظالمانہ گستاخانہ بیان:۔

موصوف لکھتے ہیں۔ ''حضرت علی کی فاطمی اولاد آپ کی پشتی اولاد ہے مگر نسبی اولاد نہیں بلکہ آپ کی یہ اولاد رسول ﷺ کی نسبی اولاد ہے جسے پہچان کے لئے سیّد کا نام دیا گیا ہے۔ اور حضرت علی کی غیر فاطمی اولاد آپ کی پشتی اور نسبی اولاد ہے جسے پہچان کے لئے علوی کا نام دیا گیا ہے۔ بدیں وجہ سیّد کا لفظ صرف فاطمی اولاد ہی کے لئے مخصوص ہے اور علوی کا لفظ آپ کی غیر فاطمی اولاد کے لئے مختص ہے ولہٰذا کسی کو سیّد علوی کہنا کسی طرح صحیح نہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے نسب والا ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نسب والا بھی ہو جیسے کسی شخص کو سیّد راجہ فلاں کہنا صحیح نہیں کہ سیّد الگ نسب ہے اور راجہ الگ نسب، کوئی شخص دونسبوں والا نہیں ہوسکتا اِسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں کسی کو بھی سیّد علوی کہنا ہرگز صحیح نہیں۔

علی کی پُشت میں اولادِ نبی مجازی معنی میں ہے۔ حقیقی معنی میں متعذر ہے اور متعذّر رہنا واضح ہے''۔

(اللطمۃ ص ۴۳)

اور یہ بد بخت بے نصیب شخص دوسرے مقام میں یہ لکھتا ہے۔

''جب باپ علی ہیں۔ نطفہ علی کا ہے تو نسبی اولاد بھی علی کی ہیں۔ مجازاً رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں''۔

(اللطمۃ ۴۴)

اور یہ دجال بد بخت تیسرے مقام میں لکھتا ہے۔
''اگر یہ حدیث (اللہ نے میری اولاد صلب علی میں رکھی ہے) صحیح ہے تو مجازی معنی میں ہے حقیقی معنیٰ میں ممکن نہیں کیونکہ حقیقی اولاد نطفہ سے پیدا ہوتی ہے''۔ پھر چند آیات بابت نطفہ نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے ''اگر معاذ اللہ آپ حسنین کریمین کو حضرت علی کا نسبی بیٹا نہیں مانتے ہیں تو پھر قرآنی نظامِ اولاد کے حوالے سے وضاحت کریں کہ وہ (یعنی حسنین کریمین) کس کے نطفہ سے پیدا ہوئے۔ رسول اللہ کے نطفہ سے یا مولائے علی کے نطفہ سے۔ ابوالکرم سہنسوی نے حسنین کریمین کی سخت توہین کردی اھ بلفظہ التمام (اللطمہ ص۳۹) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ناظرین کرام!۔ بے ولی مجیب کی مندرجہ بالا تین عبارات کو پڑھیں اور غور فرمائیں کہ اِس دجال کذّاب نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اولاد امجاد رضی اللہ عنہم کے بارہ میں کتنے توہین آمیز ملعون الفاظ لکھے ہیں۔ کاش کہ کوئی غیرت مند مسلمان اِس ملعون گستاخ سے یہ پوچھے کہ تُم نے ہمارے رسول اور اُن کی اولادِ امجادُ کے بارہ میں یہ گستاخانہ عبارات کیوں لکھی ہیں؟

الٰہی ! آسماں کیوں پھٹ نہیں پڑتا ہے ظالم پر

نواسوں کا اپنے نانا کی حقیقی اولاد ہونے پر امام سیوطی کی تصریح:۔

''بے ولی مجیب'' نے اپنے مطلب کی باتوں کے ثبوت میں تو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعۂ فتاوٰی الحاوی للفتاوٰی میں مذکورہ رسالۃ الزینبیہ کا حوالہ دیا ہے مگر اِس بد بخت بے نصیب نے اپنی نقل کی ہُوئی عبارت سے پہلے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت کو نظر انداز کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ (مسئلۃ) اولاد زینب المذکورین من عبداللہ بن جعفر موجودون بکثرۃ ونتکلم علیهم من عشرۃ أوجه أحدها أنهم من آل النبی ﷺ وأهل بیته بالاجماع لأن هم المؤمنون من بنی هاشم وبنی المطلب والثانی أنهم من ذریته وأولاده

بالاجماع وهذا المعنى أخص من الذى قبله والثالث أنهم هل يشار كون أولاد الحسن والحسين فى أنهم ينسبون الى النبى ﷺ والجواب لاوهذا المعنى أخص من الوجه الذى قبله اه

بلفظہ التمام ملتقطاً

(ترجمہ):۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی حضرت زینب زوجہ عبداللہ بن جعفر کی اولاد دورِ حاضر میں بکثرت موجود ہے۔ اور ہم اِس اولادِ زینبی کے بارہ میں دس مسئلے اپنے اِس رسالہ " العجاجة الزرنبيّه فى سلالة الزينبيّة "میں بیان کریں گے۔ پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ حضرت
زینب زوجہ عبداللہ بن جعفر کی یہ اولاد نبی ﷺ کی آل اور اہلِ بیت میں بالاجماع داخل ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی آل اور اہلِ بیت بنی ہاشم اور بنی مطلب کے مومن مرد اور عورتیں ہیں۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ زینبی اولاد نبی کریم ﷺ کی ذریّت و اولاد میں بالاجماع داخل ہے اور یہ معنی پہلے معنے سے اَخص ہے اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا یہ زینبی اولاد حضور ﷺ کی نسبی اولاد یعنی امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے حکم میں شریک ہو کر آپ کی نسبی اولاد ہے؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ اِس اولاد کے اِس حکم میں شریک نہیں ہے۔ اور یہ معنے اِس سے پہلے معنی سے اَخص ہے۔

(الحاویٰ الفتاوٰی جلد دوم ص ۳۱)

پھر یہی امام ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں۔ قال البغوى فى التهذيب أولاد بنات الانسان لا ينسبون اليه وان كانو معدو دين فى ذريته حتى لو أوصى لأ ولاد أولاد فلان يدخل فيه ولد البنت وقد فرق الفقهآء بين من يسمّى ولداً للرجل وبين من ينسب اليه ولهذا قالوا لو قال وقفت على أولادى دخل ولد البنت ولو قال وقفت علىٰ من ينسب الى من أولادى لم يدخل ولد البنت اه بلفظہ

(ترجمہ):۔امام بغوی نے کتاب التہذیب میں فرمایا ہے کہ انسان کی بیٹیوں کی اولاد کا نسب اُس سے منسوب نہیں ہوتا ہے لیکن وہ اُس کی ذریّت اور حقیقی اولاد میں شامل ہوتی ہے۔یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے فلاں شخص کی اولاد کی اولاد پر یہ چیز وقف کی تو اُس کی اِس وصیت میں اُس فلاں شخص کے پوتے'پوتیاں'نواسے اورنواسیاں سب شریک ہوں گے اور اگر اُس نے کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں شخص کی اولاد کی اُس اولاد پر وقف کی جو اُس کے نسب والی ہے تو اِس وصیت میں صرف اُس فلاں شخص کے پوتے اور پوتیاں ہی شامل ہوں گے اور اُس کے نواسے اور نواسیاں شامل نہ ہُوں گے۔

(الحاوی للفتاوٰی جلد دوم ص ۳۱)

ناظرین کرام!۔غور فرمائیں کہ امام جلال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن دو عبارتوں میں کتنی صراحت ووضاحت سے لکھا ہے کہ نواسے اور نواسیاں نانا نانی کی حقیقی اولاد میں شامل ہوتے ہیں۔مگر ایک یہی کم بخت ''بے ولی مجیب'' ہے جو اِس شرعی حکم کا انکار کر رہا ہے اور بک رہا ہے کہ معاذ اللہ اولادِ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اولاد نہیں ہے بلکہ یہ بات متعذر بھی ہے۔ ولا حول ولا قوّۃ الا باللہ العلی العظیم

یہ درست ہے کہ نسب باپ سے لیا جاتا ہے مگر اولادِ فاطمۃ اِس قاعدہ سے مستثنٰی ہے:۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مجموعۂ فتاوٰی الحاوی للفتاوٰی میں رقمطراز ہیں

وقدذکر الفقھآء من خصائصه صلی اللہ علیہ وسلم أنّه ینسب الیه اولاد بناته ولم یذکروا مثل ذلک فی اولاد بنات بناته فالخصوصیّة للطبقة العلیاء فقط فأولاد فاطمة الأربعة ینسبون الیه واولاد الحسن والحسین ینسبون الیھما فینسبون الیه وأولاد زینب وأم کلثوم ینسبون الی أبیھم عمر وعبداللہ لا الیٰ الأم ولا الی أبیھا صلی اللہ علیہ وسلم لأنھم اولاد بنت بنته لا أولاد بنته فجری الأمر فیھم علیٰ قاعدة الشرع فی أنّ الولد یتبع أباہ فی النسب لا امّه وانّما خرج اولادِ فاطمة وحدھا للخصوصیة التی ورد الحدیث بھا

وهو المقصور على ذرية الحسن والحسين أخرج الحاكم في المستدرك عن جابر رضي الله عنه أنه قال قال رسول الله ﷺ لكل بني أم عصبة الّا ابني فاطمة أنا وليهما وعصبتهما فانظر الى لفظ الحديث كيف خصّ الانتساب والتعصيب بالحسن والحسين دون أختيهما لأن أولاد أختيهما انما ينسبون الى آباء هم هذا التحرير القول في هذه المسئلة وقد خبط جماعة من أهل العصر في ذلك ولم يتكلموا فيه بعلم . اه

(ترجمہ):۔اور فقہائے کرام نے نبی ﷺ کے خصائص میں اِس بات کو بھی ذکر کیا ہے کہ یہ آپ کی ایک خصوصیت ہے کہ آپ کی بیٹیوں کی اولاد آپ کی نسبی اولاد ہے۔لیکن اُنہوں نے آپ کی نواسیوں کی اولاد کے بارہ میں یہ بات ذکر نہیں کی ہے۔تو آپ کی یہ خصوصیت صرف پہلے طبقہ کے لئے ہے۔بدیں وجہ حضرت فاطمہ کی چاروں اولادیں یعنی امام حسن، امام حسین، حضرت زینب اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی نسبی اولاد ہیں۔ پھر حسنین کریمین کی اولاد اوّلاً اِن دونوں کی نسبی اولاد ہے اور ثانیاً حضور ﷺ کی نسبی اولاد ہے۔اور سیّدہ زینب اور سیّدہ اُم کلثوم کی اولادِ کا نسب اُن کے اپنے باپوں سے لیا جائے گا یعنی حضرت اُمّ کلثوم کی اولاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسبی اولاد ہے اور حضرت زینب کی اولاد حضرت عبداللہ بن جعفرؓ طیار کی نسبی اولاد ہے۔ اِن دونوں صاحبزادیوں کی اولاد کا نسب نہ اُن کی والدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا سے ہے اور نہ فاطمہ زہراء کے ابّا جان ﷺ سے ہے۔کیونکہ وہ حضور ﷺ کی نواسیوں کی اولاد ہے اور آپ کی بیٹیوں کی اولاد نہیں ہے۔سو حاصلِ کلام یہ ہُوا کہ شرع شریف میں یہ قاعدہ جاری ہوا کہ اولاد کا نسب اُن کے باپ سے لیا جائے اور اُن کی ماں سے نہ لیا جائے لیکن اِس شرع شریف کے جاری ہونے والے عام قاعدہ سے اولادِ فاطمہ کا استثناء اُس حدیثِ پاک کی وجہ سے ثابت ہوا ہے جسے حاکم نے مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ماں کے بیٹوں کا عصبہ ہوتا ہے سوائے فاطمہ کے دو بیٹوں کے کہ میں اِن دونوں کا ولی اور عصبہ ہُوں۔ سو اے مخاطب اس حدیث کے لفظوں کو دیکھو کہ اِس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے انتساب وتعصیب کو امام حسن وامام حسین کے ساتھ خاص کیا ہے اور اِس میں آپ کی دونوں بہنوں کو شامل نہیں کیا ہے۔ سو اِن دونوں کی اولاد کا نسب ان کے اپنے باپوں کی طرف ہی سے ہے اور حسنین کریمین کی اولاد کا نسب رسول اللہ ﷺ سے ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اِس ساری بحث کے آخر میں فرماتے ہیں۔ میری یہ تقریر ہی اِس مسئلہ کا جواب ہے۔ اور ہمارے دَور کی ایک جماعت کو اِس مسئلہ کے سمجھنے میں مغالطہ لگا ہے اور اُنہوں نے جو کچھ اِس بارہ میں لکھا ہے وہ علم سے بالکل خالی ہے۔

(الحاوی للفتاوٰی جلد دوم ص ۳۲)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مبارکہ:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا۔ دادی اور والدہ سیّدانی ہیں اِس صورت میں زید سیّد ہے یا پٹھان۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب:۔ شرعِ مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ، دادا، پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ اِنہی قوموں سے ہوگا اگرچہ اُس کی ماں اور دادی سب سیّدانیاں ہُوں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین اور اُن کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے بیٹیاں ٹھہرے۔ پھر اُن کی جو خاص اولاد ہے اُن میں بھی وُہی قاعدۂ عام جاری ہُوا کہ وہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں۔ اِس لئے سبطین کریمین کی اولاد سیّد ہے نہ کہ بناتِ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی طرف نسبت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوٰی رضویہ جلد پنجم ص ۶۶۶۔ احکام شریعت ص ۱۸۳)

ناظرین کرام!۔ ہم نے اِس مسئلہ کے بارہ میں امام جلال السیوطی اور اعلیٰ حضرت بریلوی

رحمۃ اللہ علیہما کی عبارتیں نقل کر دی ہیں۔ آپ دونوں کو پڑھیے اور غور فرمائیے کہ اِن دو بزرگوں نے اِس مسئلہ کے متعلق جو کچھ لکھا اُس میں سرِ مُو بھی کوئی فرق نہیں ہے ولہٰذا یہی حکم اللہ جل مجدہٗ اور اُس کے رسول مقبول ﷺ کی شرعِ پاک کا ہے جسے یہ بے ولی دجال اپنے طعنوں کا نشانہ بنائے ہوئے ہے۔ مسلمان اِس حکمِ شرع شریف کو حق جانیں مانیں اور اس دجال کے بچھائے ہوئے جالوں میں پھنسنے سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے اور اُسے قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ پاک:۔

''حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ اپنے ملفوظات الدر المنظوم ص ۴۱۲ میں فرماتے ہیں۔ ''اولادِ رسول ہونے کی وجہ سے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سادات کے شرف سے ممتاز ہے۔ یہ خاصہ آپ ﷺ ہی کی اولاد کا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاطمی اولاد کو سیّد اِس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ دخترِ رسول کے بطنِ پاک سے ہے اور سرکار نے حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی اولاد کو اپنی اولاد سے تعبیر کیا ہے لہٰذا کسی کے سیّد کہلانے کے لیے یہ لازم ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما تک اُس کا سلسلۂ نسب تواتر سے ثابت ہو۔

(ماہنامہ انیس اہل سنت فیصل آباد بابت اپریل ۱۹۸۹ء بشکریہ ماہنامہ ''استقامت'' انڈیا)

حضرت مولانا مفتی شریف الحق امجدی کی تحقیق:۔

''شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''مولی المسلمین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ سیّدہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ کی دیگر بیویوں سے آپ کی جو اولاد ہیں وہ سیّد نہیں۔ سیّد صرف حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے اور پھر حضرات حسنین کریمین کی اولاد ہیں حتیٰ کہ حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کی اولاد امجاد بھی سیّد نہیں ہے۔ اِس لئے کے نسب باپ سے چلتا ہے۔ ہاں یہ خصوصیت صرف حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی

ہے کہ اُن کی اولادیں اولادِ رسول قرار پائیں۔'' (فتاوٰی شارح بخاری جلد دوم ص ۶۰)

شیخ احمد بن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:۔

حضرت مولانا قاری محمد امین القادری الرضوی لکھتے ہیں ''صحیح مسلم شریف جلد دوم ص ۲۷۸ اور صاحبِ مرأۃ المناجیح نے اِس کی جلد ۸ ص ۴۵۰ پر بحوالہ مسلم شریف ایک حدیث پاک حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے کہ **لما نزلت هذه الآية ندع ابنآء نا وابناءكم دعا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علياً وفاطمة وحسناً وحسيناً فقال اللهم هؤلآء اهل بيتي** یعنی جب یہ آیت یعنی آیتِ مباہلہ نازل ہوئی کہ ہم اپنے بیٹوں اور تُمہارے بیٹوں کو بلائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بُلایا اور دعا میں فرمایا۔ اے اللہ یہ میرے گھر والے ہیں۔ صاحبِ صواعق محرقہ شیخ احمد بن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اِس کتاب کے صفحہ ۵۲۱ پر تفسیر کشاف کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اِس سے بڑھ کر چادر والوں کی فضیلت کی کوئی قوی دلیل نہیں ہے۔ اور وہ حضرت علی، فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنھم ہیں۔ کیونکہ جب یہ آیتِ مباہلہ نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بلایا اور حسین کو گود میں لیا' حسن کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی دونوں آپ کے پیچھے تھے۔ پس معلوم ہو گیا کہ آیتِ مباہلہ سے مراد حضرت فاطمہ کی اولاد اور اُن کی ذریت ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کہتے ہیں اور وہ آپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں''۔ (شانِ کربلا ص ۴۵)

صاحبِ تفسیر کبیر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:۔

حضرت مولانا قاری محمد امین قادری رضوی لکھتے ہیں۔ ''تفسیر کبیر عربی۔ جلد ۸ ص ۸۶ پر لکھا ہے کہ **هذه الآية دالة علىٰ أن الحسن والحسين رضى الله عنهما كانا ابنى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعد أن يدعو أبنآءه فدعا الحسن والحسين فوجب أن يكونا ابنيه** یعنی یہ آیتِ مباہلہ اِس بات کی دلیل ہے کہ امام حسن اور امام

حسین رضی اللہ عنہما حضور سرورِ کونین ﷺ کے بیٹے ہیں"۔

پھر قاری صاحب موصوف اپنا موٗقف درج ذیل الفاظ میں لکھتے ہیں۔

"محترم قارئین کرام! آیت مباہلہ کی یہ تفسیر درحقیقت حضور سرورِ کائنات ﷺ کی عملی تفسیر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابناءنا میں اپنے فرزندوں یعنی امام حسن اور حسین کو پیش کر دیا کہ یہ میرے بیٹے ہیں اور نساءنا میں اپنے گھر کی عورتوں میں سے اپنی سب سے چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کو پیش کر دیا اور انفسنا کی جگہ خود اپنی ذاتِ گرامی اور حضرت مولا علی کو پیش کر دیا۔ اِس سے آپ اندازہ لگائیں کہ قرآن مجید اور حضور نبی کریم ﷺ کی اِس عملی تفسیر نے حضرات پنج تن پاک یعنی حضور ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی فضیلت کو کتنا بڑھا دیا ہے، اِسی لئے علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ حضرات پنجتن پاک کا وسیلہ دُعا کی قبولیت کے لئے اکسیرِ اعظم ہے کہ ان کے وسیلے سے مانگی ہوئی دُعا ان شآءاللہ ردّ نہ ہوگی"۔ (شان کربلا ص ۴۶)

خدایا بحقِ بنی فاطمہ — کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم ردّ کنی ور قبول — من و دست و دامانِ آل رسول

ناظرین کرام!۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ، اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ، حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد اور مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق، شیخ ابن حجر ہیتمی کا موٗقف اور امام رازی کا ارشاد یہ چھ چیزیں ہم نے نقل کی ہیں۔ یہ سب حضرات یہی تو فرما رہے ہیں کہ سیّد کا لفظ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد یعنی فاطمی نسب کی پہچان کا مخصوص نام ہے۔ جب بھی یہ لفظ بحیثیت نسب بولا جائے گا تو اِس سے یہی نسلِ کریم مراد ہوگی۔ ان جلیل القدر علمائے کرام کے اِس متفقہ صحیح فیصلہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے تیسرے کی بات کو حق کہنا یہ کسی بدحواس شخص ہی کا کام ہوسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو بھی ایمان اور محبتِ اولادِ رسول عطا فرمائی ہے وہ بے ولی بدحواس دجال کی ان خود ساختہ باتوں پر کان نہیں دھرے گا۔ اللہ تعالیٰ گمراہی سے

بچنے کی مسلمانوں کو توفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

بے ولی دجال کا یہ نظریہ کہ ’’جس کا نطفہ اُس کا نسب‘‘ اِس کی جہالت کا واضح ثبوت ہے:۔ بے ولی بد بخت لکھتا ہے۔

’’حقیقی اولاد نطفہ سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ قرآن پاک سورۃ المؤمنون آیت نمبر۱۲، ۱۳ میں ہے۔انسان کو چُنی ہُوئی مٹی سے بنایا پھر نطفہ کو مضبوط ٹھہراؤ میں پیدا کیا اور سورۃ الحج آیت نمبر ۵ میں بھی فرمایا۔ہم نے انسانوں کو مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پیدا کیا۔اگر معاذ اللہ آپ حسنین کریمین کو حضرت علی کا نسبی بیٹا نہیں مانتے ہیں تو پھر قرآنی نظامِ اولاد کے حوالہ سے وضاحت کریں۔الخ‘‘۔ (اللطمۃ ص ۳۹)

پھر تھوڑا آگے چل کر لکھتا ہے۔

’’آپ لوگ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر بلکہ اجماع وقیاس کو بھی چھوڑ کر عقلی ڈھکوسلوں پر اُتر کر کسی جنگل میں داخل ہو چکے ہیں۔یہاں کہتے ہیں نسب باپ سے چلتا ہے اور علی مولا کی بات آئے اور خاتونِ جنت کا حوالہ ہو تو آپ کہتے ہیں نسب ماں سے چلتا ہے‘‘۔

(اللطمۃ ص ۴۰)

بدحواس دجال نے نہ قرآن کو سمجھا نہ حدیث کو دیکھا اور اپنا قاعدہ کلیہ وضع کر ڈالا:۔

ابلیسی فطرت کے حامل اِس گستاخ بے ادب نے نہ قرآن کو سمجھا اور نہ حدیث کو دیکھا اور اپنی ابلیسی شریعت کا یہ قاعدۂ کلیہ وضع کر ڈالا کہ ’’جس کا نطفہ اُس کا نسب‘‘۔اِس بد بخت کے اس قاعدۂ کلیہ سے ثابت ہوا کہ اِس بے نصیب نے فقۂ حنفی کی کتاب ’’مختصر القدوری‘‘ کے باب ثبوت النسب تک کو بھی پڑھا دیکھا ہی نہیں ہے۔اور اِس بدنصیب نے اتنا بھی نہ جانا کہ اولادِ آدم کی تخلیق شوہر اور بیوی دونوں کے پانیوں کے ملاپ سے ہوتی ہے۔اگر شرعِ خداوندی میں نُطفہ پر ثبوتِ نسب کا دارومدار ہوتا ہے تو میاں بیوی دونوں کے نطفوں سے پیدا ہونے والی اولاد کا نسب ماں باپ دونوں سے لیا جاتا۔اب کیا وجہ ہے کہ اولاد پیدا تو دو کے پانیوں سے ہوتی ہے مگر نسب باپ سے لیا جاتا ہے ماں سے نہیں

؟اِس سوال کا عام فہم جواب یہی ہے کہ اللہ کریم نے یہی حکم اپنی شرع پاک میں رکھا ہے کہ اولاد اگرچہ دو پانیوں سے پیدا ہوتی ہے مگر مرد کے پانی کو نسب کے ثبوت کا واسطہ قرار دیا جائے۔ جس ذات پاک نے یہ شرعی قانون بنایا ہے اگر وُہی ذاتِ پاک اپنے اِس قانون کے خلاف یہ قانون بنادے کہ اولادِ فاطمہ کا نسب حضرت علی سے نہیں بلکہ حضرت فاطمہ سے لیا جائے تو اِس بات سے اُسے کون روک سکتا ہے سو اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نسب حضرت علی رضی اللہ سے لیا نہیں گیا بلکہ سیّدہ فاطمہ سے لیا گیا ہے۔ اور سیّدہ فاطمہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں تو آپ کے واسطہ سے آپ کی اولاد کا نسب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوا ہے اور آپ کے بیٹے بیٹیاں رسول اللہ ﷺ کے حقیقی بیٹے بیٹیاں ٹھہرے ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی وغیرہ علمائے کرام کی عبارتیں پیچھے گزری ہیں۔

حدیثِ شریف:۔

سرکارِ مدینہ ﷺ فرماتے ہیں۔ **نطفة الرجل بيضآء غليظة ونطفة المرأة صفرآء رقيقة فأيّهما غلبت صاحبتها فالشبه لهٗ وان اجتمعا جميعاً كان منها ومنه.** (ترجمہ) مرد کا پانی سفید گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد پتلا ہوتا ہے۔ پھر میاں بیوی کے ملاپ کے وقت جس کا پانی دوسرے کے پانی پر غالب ہو جائے بچہ اُسی کی شکل پر ہوتا ہے اور اگر غلبہ میں دونوں برابر ہوں تو وہ دونوں کی شکل و شباہت سے حصّہ پاتا ہے۔ **رواه ابو الشيخ فى العظمة عن ابن عباس رضى الله عنهما**

(الجامع الصغیر جلد دوم ص ۱۸۷)

اِس فرمانِ رسول ﷺ سے صراحتہً معلوم ہُوا کہ اولاد کی پیدائش ماں باپ دونوں کے پانیوں سے ہوتی ہے لیکن نسب لینے میں شرعِ محمدی کے قانون کی وجہ سے مرد کا پانی ثبوتِ نسب کا واسطہ بنتا ہے۔ معلوم ہُوا کے بے ولی دجال نے جو یہ قاعدۂ کلیہ بنایا ہے کہ "جس کا نطفہ اُس کا نسب" یہ سراسر باطل اور شرعِ محمدی پر اِس بدبخت کا افترائے عظیم ہے۔ **والعياذ بالله تعالىٰ منه**

واہ ارے اونٹ ! تیری کونسی کل سیدھی

شرعِ محمدی میں زانی کے پانی سے نسب ثابت نہیں ہوتا اگرچہ بچہ اِس کے پانی سے پیدا ہوا ہو:۔

بے ولی دجال کا اگر یہ قاعدۂ کلیہ شرعاً معتبر ہوتا کہ "جس کا نطفہ اُس کا نسب" تو پھر زانی کے پانی سے پیدا ہونے والے بچّے کا نسب بھی اُسی زانی سے لیا جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ **الولد للفراش وللعاھر الحجر .** یعنی بچّہ خاوند کا ہے اور جس زانی کے نطفہ سے وہ پیدا ہُوا اُس کے لئے سنگساری ہے۔ یعنی اُس سے اُس بچہ کا نسب لیا نہیں جائے گا بلکہ وہ خاوند ہی کا بچّہ قرار پائے گا۔ رواہ الجلال السیوطی عن عائشہ رضی اللہ عنہا وصححہ (جامع صغیر جلد دوم ص ۱۹۸)

ثبوتِ نسب کے لئے صحیح نکاح کافی ہے:۔

حنفی فقہ کے علم سے جاہل بے ولی دجال کو ماشآءاللہ اتنا بھی علم نہیں کہ اولاد کے ثبوتِ نسب کے لئے صرف اُس کے ماں باپ میں نکاح صحیح کی موجودگی شرط ہے اور شرعاً نطفہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ نکاحِ صحیح کے بعد چھ ماہ گزرنے کے بعد دوسال تک جو بچہ بچی پیدا ہو وہ خاوند کے نسب والے ہوں گے۔ لہٰذا اُن کا نسب اپنے باپ سے لیا جائے گا۔ اگرچہ میاں بیوی میں صرف خلوتِ صحیحہ ہی پائی جائے اور اُن کا باہمی ملاپ بھی نہ پایا جائے اِس مسئلہ کی مزید وضاحت حاصل کرنے کے لئے کتبِ فقہ حنفی قدوری ہدایہ وغیرھما کا مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

"بے ولی مجیب" نے تعظیمِ اولادِ رسول ﷺ کے مسئلہ میں بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

ہم نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۳ میں یہ سُرخی قائم کی کہ "صحیح النسب سادات کی تعظیم شرعاً لازم ہے"۔ اور اِس سُرخی کے ضمن میں ہم نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے مکتوب شریف کی درج ذیل عبارت نقل کی تھی کہ

"یہ فقیر بحمدہ تعالیٰ حضرات ساداتِ کرام کا ادنیٰ غلام وخاکِ پا ہے۔ اِن کی

محبت وعظمت ذریعۂ نجات وشفاعت جانتا ہے۔ اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سیّد صحیح النسب اگر بدمذہب بھی ہو جائے اُس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک کہ اُس کی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچے ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اُس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے اور یہ بھی فقیر بار ہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سیّد سمجھنے اور اُس کی تعظیم کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اُسے سیّد جاننا ضروری نہیں۔ جو لوگ سیّد کہلائے جاتے ہیں ہم اُن کی تعظیم کریں گے۔ ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں۔ نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر سیّد کو مجبور کرنا اور اگر وہ سند نہ دکھائیں تو اُنہیں بُرا کہنا، ملعون کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ **الناس أمناء علي أنسابهم** (لوگ اپنے نسب پر خود امین ہوتے ہیں)۔ ہاں جس کی نسبت ہمیں خُوب تحقیق سے معلوم ہو کہ یہ شخص سیّد نہیں اور وہ سیّد بنے اُس کی ہم تعظیم نہیں کریں گے اور نہ اُسے سیّد کہیں گے اور مناسب ہو گا کہ ناواقفوں کو اُس کے اِس فریب سے مطلع کر دیا جائے۔ آپ فقیر کی اِس تحریر کو فتویٰ تصور کریں"۔ (کلیاتِ مکاتیبِ رضا۔ جلد اوّل ص ۱۰۵)

اِس مسئلہ کی پُوری وضاحت کے لئے ہمارا رسالہ "أحسن الکلمات فی تعظیم آلِ سیّد السادات" کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ رسالہ ہماری کتاب مقالاتِ حیدری حصہ ششم ص ۳۹۹ میں شائع ہوا ہے"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ناظرینِ کرام! ہم نے اعلیٰ حضرت کی جو مندرجہ بالا عبارت نقل کی ہے اِس کے متعلق کسی بھی سلیم الفطرت شخص کے دل میں کوئی اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا۔ مگر بد بخت چالباز بے ولی دجال ہی نے اِس عبارت میں بھی اپنے پُورے زورِ غیظ وغضب سے جو ابلیسی ڈنڈی ماری ہے اُس کے الفاظ درج کیے جاتے ہیں۔ آپ خُود پڑھیں اور اِس کی انتہاء درجہ کی بدحواسی کا اندازہ لگائیں۔ چنانچہ یہ ملعون ابلیس لکھتا ہے۔

"مومن کی عزّت وتعظیم سے رُوگردانی:۔ اغلوط نمبر ۲۔ ابوالکرم سہنسوی لکھتے ہیں۔ "صحیح النسب سادات کی تعظیم شرعاً لازم ہے۔ ص ۴۳" قرآن پاک میں لکھا ہے

وللّٰہ العزّۃ ولرسولہ وللمؤمنین. (المنافقون) اور اللہ کے لئے عزت ہے اور اُس کے رسول کے لئے عزت ہے اور اہلِ ایمان کے لئے عزت ہے۔ صریح حدیثِ پاک میں ہے کہ رسول اللہ نے کعبہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے کعبہ! تُو عزّت والا ہے مگر مومن کی عزّت تجھ سے زیادہ ہے۔ سورۃ الحجرات میں قبائل وشعوب کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ تُم میں سے سب سے زیادہ عزّت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔ تمام مفسرینِ کرام بشمول امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا۔ الاتقی سے مراد سیّدنا ابوبکر صدیق ہیں وُہی جن کو رسول اللہ نے مصلّے امامت پہ اپنی جگہ کھڑا کیا۔ وہی رسول اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اور قیامت تک قریب رہیں گے۔ قرآنِ حکیم کو چھوڑ کر فرضی اور من گھڑت باتوں کا سہارا لے کر غلط استدلال کر کے کدھر جا رہے ہو؟ مؤمن کی عزت اور تعظیم سے روگردانی' ابوبکر صدیق جن کو خُدا نے سب سے زیادہ عزت والا بنایا اُن سے رُوگردانی کیوں کر رہے ہو۔ قرآن شیر ہے اِس سے گدھوں کی طرح کیوں بھاگ رہے ہو"۔ اھ بلفظہ التمام (اللطمۃ ص ۷۸)

ناظرین کرام! ملعون ابلیس کی یہ عبارت پڑھیے اور اِس عبارت سے اِس کے اِس دعویٰ کا نرا جھوٹ ہونا سمجھئے کہ "مؤمن کی عزت و تعظیم سے روگردانی کی گئی ہے"۔ مسئلہ زیرِ بحث اہلِ بیت کی تعظیم کا لکھا گیا ہے نہ کہ عام مؤمن یا حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عزت و تعظیم کا چونکہ اِس ملعون کی یہ طعنہ زدی براہِ راست امام احمد رضا بریلوی کے لئے ہے جن کی عبارت کو ہم نے نقل کیا ہے۔ اِس لئے اِس کی ہم پر طعنہ زدی نری بدحواسی ہے۔ سچ ہے کہ

خُدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

بے دلی مجیب نے آلِ رسول کے سیّد النسب ہونے کی حدیثوں میں بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

ہم نے آلِ رسول کے سیّد النسب ہونے کے ثبوت میں دو حدیثیں پیش کی تھیں۔ چنانچہ ہم

نے اپنے رسالہ کے ص ۱۴۱ میں لکھا تھا۔

''**احادیث مبارکہ**۔ وہ حدیثیں جن سے صراحۃً ثابت کہ نسبِ رسول ﷺ اور نسبِ اولادِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نام سیّد ہے ملاحظہ فرمائیں اور حق کی طرف رجوع کرلیں کہ اسی میں دین دونیا کی بہتری ہے۔

پہلی حدیث مبارکہ:۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ فرما کر فرمایا **ان ابنی ھذا سیّد ولعل اللّٰہ ان یصلح بہ بین فئتین عظمتین من المسلمین.**

(ترجمہ) بلاشبہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور ہوسکتا ہے کہ اللہ اِس کی بدولت مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے۔ (جامع صغیر جلد اوّل ص ۸۶)

الحمدللہ۔ مسئلہ ھذا میں یہ حدیثِ پاک نصِ صریح کا حکم رکھتی ہے۔ اور اِس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ لفظِ سیّد حضرت امام حسن کا لقب ہے اور ابنی ھذا کے الفاظ سے معلوم ہُوا کہ یہاں سیادت سے مراد سیادتِ شخصی نہیں بلکہ سیادتِ نسبی ہے۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ سیّد النسب ہیں تو پھر آپ کے دیگر سب بہن بھائی بھی سیّد النسب ہیں ولہٰذا باعتبار نسب جب سیّد کا لفظ کسی شخص کے نام کے ساتھ بولیں یا لکھیں گے تو ضروری ہے کہ وہ شخص سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہو۔ مفتی شائق صاحب نے لفظِ سیّد کو ایسا عام لقب بتایا ہے کہ وہ ہر کہ ومہ کا جزوِ نام بن سکتا ہے۔ یہ بات اُن کی اپنی سمجھ کی ہے۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم''۔

ناظرین کرام!۔ ہم نے پہلی حدیث شریف کا عربی متن اور اُس کا اُردو ترجمہ لکھ دیا ہے۔ اِس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''میرا یہ بیٹا سیّد ہے''۔ آپ کے اِس ارشاد سے اولادِ فاطمہ کا سیّد النسب ہونا بالتصریح ثابت ہوا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اولادِ فاطمہ میں شامل ہیں مگر بدحواس ''بے ولی دجال'' اِس بیان کردہ حقیقت کے صریح انکار میں لکھتا ہے۔

''ابوالکرم جانگلی لکھتے ہیں ''ہماری پیش کردہ اِن دو حدیثوں سے ہی چیلنج چکنا چور ہو گیا''۔
ہاشمی سیّد کہتا ہے کہ اِن دونوں حدیثوں میں اولادِ سیّدہ فاطمہ کے سادات ہونے کا نام ونشان نہیں۔ دونوں حدیثوں میں تحریف معنوی کر کے پنکچر لگا کر بغلیں بجا رہے ہیں کہ چیلنج چکنا چور ہو گیا''۔ (اللطمہ ص ۸۸)

''بے ولی مجیب'' نے دوسری حدیث شریف میں بھی اپنی بدحواسی کی گہری نیند میں اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

ہم نے آلِ رسول کے سیّد النسب ہونے کے ثبوت میں دوسری حدیث بھی پیش کی تھی چنانچہ ہم نے اپنے رسالہ کے ص ۴۲ میں لکھا تھا۔

دوسری حدیث پاک:۔ ''حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ ان اللّٰہ اصطفیٰ من ولد ابراھیم اسماعیل واصطفےٰ من ولد اسماعیل بنی کنانة واصطفےٰ من بنی کنانة قریشاً واصطفےٰ من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم. (ترجمہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے اسماعیل کو چُنا اور اولادِ اسماعیل سے بنی کنانہ کو چُنا اور بنی کنانہ سے قریش کو چُنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چُنا اور بنی ہاشم سے مجھے چُنا۔

رواہ الترمذی (جامع صغیر جلد اوّل ص ۶۷)

الحمدللہ:۔ اِس حدیث پاک نے مسئلہ صاف صاف حل کر دیا کہ بنی اسماعیل میں سب سے زیادہ فضیلت نبیِ پاک ﷺ کی آلِ پاک یعنی اولادِ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہے سو یہی آلِ پاک علی الاطلاق سیّد کہلانے کی حق دار ہے۔ اور برصغیر ہند و پاک میں شروع سے اِسی نسل پاک کے لئے مطلقاً سیّد کا لفظ بولا جاتا رہا ہے۔ جیسے کہ استفتاء پیش کرنے والوں نے اپنے استفتاء کی ابتداء میں لکھا ہے۔ اِس بارہ میں علمائے کرام کے جو فتوے ہم نقل کر چکے ہیں وہ ماننے والوں کے لئے حرفِ آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خاص الخاص مفتیِ اعظم پاکستان استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سیّد ابوالبرکات احمد شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مسلمانوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مجددّ دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبیٔ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آلِ پاک نسلِ پاک کے بارہ میں کیسے خوبصورت پیرائے میں یہ شعر لکھا ہے۔

تیری نسلِ پاک میں بچہ بچہ نور کا — تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ناظرین کرام! ہم نے دوسری حدیث پاک کا عربی متن اور اُس کا اُردو ترجمہ لکھ دیا ہے۔ غور فرمائیں کہ اِس حدیث پاک میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی شخصی فضیلت کو بیان نہیں فرمارہے ہیں بلکہ اپنی نسبی فضیلت کو بیان کررہے ہیں۔ جس کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اولادِ ابراہیم میں اولادِ اسماعیل سیّد ہے کیونکہ نورِ محمدی حضرت اسماعیل کی پشت میں منتقل ہوا۔ پھر اولادِ اسماعیل میں اولادِ کنانہ سیّد ہے کہ حضرت کنانہ کی پشت میں نورِ محمدی منتقل ہوا۔ پھر اولادِ کنانہ میں قریش سیّد ہے کہ آپ کا نور اِس قبیلہ میں منتقل ہوا پھر قریش میں اولادِ ہاشم سیّد ہے کہ اِس میں آپ کا نور منتقل ہوا پھر بنی ھاشم میں اولادِ عبدالمطلب سیّد ہے کہ اِس خاندان میں آپ کا نور منتقل ہوا پھر اولادِ عبدالمطلب میں حضرت عبداللہ کی اولاد سیّد ہے کہ نورِ محمدی اِنہی کی پشت سے عالم دُنیا میں ظہور پذیر ہوا۔ پھر آلِ رسول سیّد ہے کہ یہ سیّد القبائل محمد عربی ﷺ کی نسبی اولاد ہے۔ اتنی بات تو وہی شخص سمجھے گا جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ کی دولت عطا کی ہوگی۔ بدحواس بے ولی دجال اِس حدیث کے بارہ میں جو کچھ لکھتا ہے وہ بھی پڑھیں اور اِس کی بدحواسی کی اِسے داد وتحسین دیں چنانچہ یہ بے ادب گستاخِ آلِ محمد لکھتا ہے۔

''ابوالکرم سہنسوی لکھتے ہیں۔ ''الحمد للہ اِس حدیث نے مسئلہ صاف صاف حل کردیا کہ بنی اسماعیل میں سب سے زیادہ فضیلت نبیٔ پاک کی آلِ پاک یعنی اولادِ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لئے ہے تو یہی آلِ پاک علی الاطلاق سیّد کہلوانے کی حقدار ہے''۔ جس حدیث سے ابوالکرم جانگلی اپنا مؤقف ثابت کرتا ہے۔ اُس میں یہ الفاظ ہیں۔ ''اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسماعیل کو' حضرت اسماعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو'

بنو کنانہ سے قریش کو‘ قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھے چُن لیا۔ حدیثِ پاک میں یہاں پر فُل سٹاپ ہے۔ آگے حدیث پاک خاموش ہے۔ مگر ابوالکرم جانگلی کے لئے میدان کُھلا ہے بنی اسماعیل میں سب سے زیادہ فضیلت نبیؐ پاک کی آل پاک اس سے آگے یعنی اولاد سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ واصطفانی من بنی ہاشم کے کس لفظ کا ترجمہ ہے آلِ پاک؟ اور پھر آلِ پاک سے مراد صرف اولادِ سیّدہ فاطمہ؟

ولے تاؤیل شاں در حیرت انداخت خدا و جبریل و مصطفےٰ را

اللہ کا ارشاد ہے۔ لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ . اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو مگر ابوالکرم جانگلی آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ حدیثِ پاک رسولِ پاک کی عظمت‘ فضیلت اور افضلیت کو ظاہر کر رہی ہے۔ اِس میں آل اولاد بالخصوص اولادِ فاطمہ کا ذکر ہی نہیں ہے۔ یہ حدیثِ رسول میں پنکچر لگایا گیا ہے اور یہ صریح تحریف ہے‘‘۔

اھ بلفظہ التمام (اللطمہ ص ۷۶)

ناظرین کرام:۔ بدحواس دجال کی مندرجہ بالا عبارت کو بغور پڑھیں اور دیکھیں کہ اِس حدیثِ پاک میں جو اصطفانی من بنی ھاشم فرمایا گیا ہے۔ اِس کلام کا سیاق خُود اِس معنی کا تعین کر رہا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی مطلق عظمت‘ فضیلت اور افضلیت کے لئے یہ نہیں فرمایا بلکہ اپنی نسبی عظمت‘ فضیلت اور افضلیت کے لئے فرمایا ہے تو ثابت ہُوا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے خُود اپنی شاخ بنی عبداللہ کو بنی ہاشم کی باقی شاخوں‘ بنو عباس بنو ابولہب‘ بنو ابی طالب اور بنو حارث بن عبدالمطلب پر نسبی فضیلت بخشی ہے اور بنو عبداللہ کون ہیں؟ اِس کم بخت کو کوئی یہ سمجھائے کہ وہ آلِ محمد اولادِ فاطمہ ہی تو ہے۔ پھر تُم نے اِس حدیث پاک کا غلط مفہوم سمجھا ہے اور گمراہ ہو گئے ہو تو تمہارا علاج کون کرے گا۔

سچ ہے کہ

چُوں خُدا خواہد کہ پردہٗ کس درد میلش اندر کارِ پاکاں می زند

افسوس صد افسوس کہ ہم نے اِس حدیث شریف کا جو صحیح مفہوم تھا وہ ہم نے خُود اپنے الفاظ

میں لکھ دیا تھا۔ جسے اِس خبیث نے ''یہ حدیث رسول میں پنکچر لگایا گیا ہے اور یہ صریح تحریف ہے''۔ لکھ کر اپنی بدحواسی کا اظہار کیا ہے۔ ہماری درج ذیل عبارت کو بھی پڑھیں اور غور فرمائیں کہ یہ حدیث پاک میں زیادتی کی گئی ہے یا حدیث پاک کا صحیح مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ اگر شارحینِ حدیث کسی حدیث کی تشریح میں اپنی طرف سے کچھ لکھیں تو اِس دجال کے نظریہ میں معاذ اللہ وہ بھی حدیثِ پاک میں پنکچر لگانے کے ضمن میں آئے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ ۔ مزید سُنیے کہ ہم نے اِس حدیث پاک کے مفہوم کی تشریح میں یہ بھی لکھا تھا کہ

''بہر حال بات سمجھنے کی صلاحیت رکھنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اولادِ ابراہیم سے اولادِ اسماعیل کے اور اولادِ اسماعیل سے بنی کنانہ کے اور بنی کنانہ سے قریش کے اور قریش سے بنی ہاشم کے چناؤ کا واحد سبب یہ ہے کہ اِن سعادت مندوں کی پُشتوں میں نُورِ مصطفےٰ گردش کرتا رہا جیسا کہ خُود مفتی از مُفت شائق صاحب نے اپنے کتابچہ کے صفحہ ۳ میں اپنی پہلی دلیل میں لکھا ہے۔ جب سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور کی برکت سے آپ کے آباء و اجداد کو نسل در نسل سیادتِ نسبی ملتی رہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ کے نُور پاک سے جو آپ کی اولاد پیدا ہُوئی ہے اُسے قریش و بنو ہاشم کی سب شاخوں کے انساب پر سیادت نسبی نہ ملے''۔

(سیّد کون ہوتے ہیں۔ ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب ص ۴۳)

والله يهدى من يشآء الى صراط مستقيم

بے ولی دجال کے نزدیک غیر سیّد سیّد بنے تو اِس سے تبدیلیٔ نسب لازم نہیں آتی:۔

یہ کم بخت بے نصیب شخص لکھتا ہے۔

''گیارہواں سوال:۔ آپ نے من ادعی الی غیر ابیه حدیث پاک کا ذکر متعدّد بار رسالہ میں کیا جبکہ یہ اصل موضوع سے خروج ہے۔ کیونکہ موضوع ہے قریشی سیّد ہیں یا

نہیں؟ ہاشمی سیّد ہیں یا نہیں؟ علوی سیّد ہیں یا نہیں؟۔ صدرِ اوّل میں سب کو الشریف کہا جاتا تھا اِس میں غیرِ ابّ کی طرف نسبت کے دعویٰ کا موضوع ہی نہیں لیکن آپ جانگلی اور بازاری ہیں اِس لئے موضوع سے نکل گئے"۔ (اللطمۃ ص ۷۳)

ناظرینِ کرام:۔ ہم نے جو علمائے حق کے فتویٰ جات نقل کیے ہیں اُن سب میں فتویٰ لکھنے والوں نے اِس بات کی صراحت فرمادی ہے کہ چونکہ عُرفِ عام میں بحیثیت نسب سیّد کا لفظ آلِ رسول کے لئے مختص و متعین ہے تو لامحالہ جو آلِ رسول سے نہیں ہے اور وہ سیّد بن بیٹھا ہے وہ اپنے باپ کا انکار کر رہا ہے اور اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگا رہا ہے۔ چنانچہ

☆ **مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتویٰ میں یہ لکھا ہے کہ**

"صورت مسئولہ میں جو شخص اپنے آپ کو سیّد کہلواتا ہے اور خط و کتابت میں بھی خود کو سیّد لکھتا ہے اور شجرہ طلب کرنے پر وہ کھوکھروں کا شجرۂ نسب پیش کرتا ہے۔ تو اُس کے کاذب ہونے میں شک وشبہ نہیں اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **من ادعی الیٰ غیر أبیه فقد کفر** (ترجمہ) جو شخص اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے وہ کفر کرنے والا ہے اور سیّد وہ شخص ہوسکتا ہے جو کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہو نہ کہ وہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیویوں کی اولاد سے"۔ (سیّد کون ہوتے ہیں؟ ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب ص ۱۴)

☆ **اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتویٰ میں یہ لکھا ہے۔**

"شرح مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے تو جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ اِنہی قوموں سے ہوگا اگرچہ اُس کی ماں اور دادی سب سیّدانیاں ہوں۔ نبی ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا ہے **من ادعی الی غیر أبیه فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لایقبل الله منه یوم القیامة صرفاً ولا عدلاً.** (ترجمہ) جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے اُس پر خدا اور سب فرشتوں

اور آدمیوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل۔ رواہ البخاری و مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وغیرہم۔ (سیّد کون ہوتے ہیں؟ ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب ص ۱۶)

☆ مولانا مفتی نور اللہ نعیمی صاحب نے اپنے فتویٰ میں یہ لکھا ہے کہ

''مگر موجود اصطلاح کے لحاظ سے (غیر سیّد کو سیّد کہلوانے سے) پرہیز ضروری ہے۔ اگرچہ وہ علوی کی قید یا حیثیت سے سیّد کہے جائیں مگر عوام الناس کو ضرور دھوکا لگتا ہے جو ادعوھم لآباءھم کی خلاف ورزی کی حدود میں پہنچا سکتا ہے''۔ (سیّد کون ہوتے ہیں؟ ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب ص ۱۳)

ناظرین کرام! ہم نے جلیل القدر مفتیان حضرات کے فتوؤں کی یہ تین عبارتیں نقل کی ہیں جن میں بالتصریح لکھا گیا کہ جو شخص سیّد نہ ہو اور وہ سیّد بن بیٹھا ہو وہ اِس حدیث پاک کی زد میں آکر ملعون اور ناری ہو جاتا ہے اور قیامت کے روز اُس کا کوئی نیک عمل خواہ فرض ہو یا نفل عنداللہ قبول نہیں ہو گا۔ مگر جلیل القدر علمائے حق کے اِس متفقہ فیصلہ وفتویٰ کے مقابلے میں بے ولی دجال مفتی از مُفت کے فتویٰ ضالہ کی کیا حیثیت ہے۔ مسلمان اِس فتنہ باز کی شرانگیزیوں سے بچیں اور اپنا دین وایمان بچائیں اللہ بچنے کی توفیق بخشے۔ آمین

مفتی شیر محمد خان صاحب مفتی دارالافتاء بھیرہ شریف کا فتویٰ:۔

سوال: اُس حدیث کا مطلب کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ جس نے اپنے والد کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کی تو اُس نے کفر کیا۔

جواب:۔ حدیث پاک میں اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنے کی جو ممانعت ہے اِس سے مراد یہ ہے کہ اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا باپ نہیں بنانا چاہیے یعنی اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف ایسی نسبت جس سے یہ دھوکہ ہو کہ یہ اُس کی اولاد ہے ایسی نسبت حرام ہے۔ یا بعض حضرات غیر سیّد ہونے کے باوجود سیّد ہونے یا کسی سیّد کی اولاد ہونے کا دھوکہ دیتے ہیں ایسا کرنا حرام ہے۔ معاشرتی طور پر

نسبتاً کم درجہ کی ذات برادری سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے تعارف میں اپنی نسبت معاشرتی طور پر اعلیٰ درجہ کی حامل ذات برادری کی طرف کر کے بیان کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اِس اعلیٰ برادری کا فرد بیان کرتے ہیں ایسا کرنا بھی ممنوع ہے۔ حدیث پاک میں فقد کفر کے الفاظ استعمال ہُوئے ہیں جن کی علماء نے تاویل کی ہے کہ اِس سے کفرانِ نعمت مراد ہے یا حرام کام کو حلال سمجھ کر ایسا کرے یعنی کسی غیر باپ کو اپنا باپ بنا لینے کے فعل کو حلال سمجھے تو کافر ہو جائے گا۔ ورنہ یہ فعل حرام ہوگا"۔ (ماہنامہ ضیائے حرم اسلام آباد بابت اگست ۲۰۱۷ء ص ۷۱)

ناظرین کرام! اِس فتویٰ سے بھی صراحۃً معلوم ہُوا کہ جو شخص سیّد نہ ہو اور سیّد بن بیٹھا ہو وہ حدیث من انتسب الی غیر أبیه کے حکم میں آتا ہے۔ بدحواس بے ولی دجال اپنے اِس دعویٰ میں کاذب ہے کہ سیّد لقب ہے کسی برادری کا خاص نام نہیں ہے۔

واللّٰه یهدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم.

بے ولی دجال نے "ہر دَور اور ہر جگہ کے عُرفِ عام کے شرعاً معتبر ہونے کے مسئلہ" میں اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے۔:۔

ہم نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۳۷ میں لکھا تھا کہ

"فقہائے کرام اپنی کتابوں میں تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی جس جگہ کا ہوگا اور جس زبان والا ہوگا اور جس وقت میں وہ زندہ ہوگا اُس کی اُسی جگہ اور اُس کی اُسی زبان اور اُس کے اُسی زمانے میں جو تعاملِ اہلِ اسلام اور عُرفِ عام ہوگا اُس کے حق میں اُسی تعامل اور عرفِ عام کا اعتبار شرعاً لازم ہوگا۔ یہ بات قابلِ تسلیم نہیں کہ ایک شخص پاکستان میں رہتا ہو اور اُس کے حق میں پاکستان کا تعامل تو معتبر نہ ہو مگر عرب کا تعامل معتبر ہو"۔

پھر اِس شرعی مسئلہ کے ثبوت میں ہم نے مفتی ناصر جاوید صاحب کا وہ فتویٰ مبارکہ پیش کیا جس میں فقہائے حنفیہ کی معتبر کتب مبارکہ کے حوالے مع عربی متن و اُردو ترجمہ کے لکھے گئے تھے۔ فقہائے کرام کی اُن عباراتِ متبرکہ میں فقہ حنفی کی مفتیٰ بہ کتاب شامی کی درج

ذیل عبارت بھی لکھی گئی تھی۔

''فی شرح البیری عن المبسوط انّ الثابت بالعرف کا لثابت بالنصّ یعنی جو حکم عُرف کی بناء پر ثابت ہو وہ اُس حکم کی طرح ہے جو قرآن وحدیث کی نص سے ثابت ہو''۔

اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا یہ ترجمہ بھی لکھا گیا تھا کہ

''فقہ کا قاعدہ یہ ہے کہ وصیتوں اور اوقاف کے مسائل کا تعلق عرفِ عام پر ہوتا ہے۔ اور مصر کا عرف فاطمی خلفاء کے عہد سے اب تک یہ ہے کہ شریف کا لفظ صرف حسینی اور حسنی سادات کا لقب ہے تو اِس عرف کی بناء پر زینبی ہاشمی اِس لقب میں داخل نہ ہُوں گے۔

(الحاوی اللفتاوٰی جلد دوم ص ۳۴)

اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ صریح عبارت بھی لکھی گئی تھی۔ ''جو عرف معتبر ہے۔اُس کا زمانۂ رسالت مآب ﷺ میں ہونا یا تمام بلادِ اسلامیہ میں ہونا ضروری نہیں۔

(فتاوٰی رضویہ)

فقہائے کرام کے اِن صریح وواضح ارشادات کی بنآء پر مفتی ناصر جاوید صاحب نے اپنا درج ذیل فتویٰ خاص اِس مسئلہ میں کہ ''سیّد النسب صرف آلِ رسول ہے'' جاری فرمایا۔

''برِّصغیر پاک وہندوغیرہ کے عرف میں اِس لفظِ سیّد کا اطلاق نبی کریم ﷺ کی اپنی صلبی اولاد اور علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی صرف اُس اولاد پر ہوتا ہے جو حضرت خاتونِ جنّت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پیدا ہُوئی اور جن افراد کا سلسلۂ نسب اِن نفوسِ قُدسیہ کے ساتھ جُڑ جاتا ہے اُنہیں بھی عرفی معنی میں سیّد کہا جاتا ہے اور اہلِ زمانہ کا عرف اور اُن کی عادات دلائل شرعیّہ میں سے ایک دلیل ہے جیسے کہ قرآن وحدیث کے علاوہ اجماع وقیاس بھی حجّتِ شرعیّہ ہیں۔لہٰذا جو افراد حسنین کریمین کی اولاد سے نہیں اُن کا اپنے نام کے ساتھ سیّد لکھنا خواہ مطلقاً ہو جیسے سیّد محمد حسین یا اپنے نسب کی قید کے ساتھ ہو جیسے سیّد محمد حسین علوی ناجائز وحرام ہے کیونکہ یہ غیر باپ کی طرف نسبت کے زمرہ میں آتا ہے''۔ اھ

اور خاص اِس مسئلہ مبحوث عنہا کے بارہ میں حضرت مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پُوری کے فتویٰ کی درج ذیل عبارات ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

''مگر آج کل پاکستان وغیرہ چند ممالک کی اصطلاح میں حضور پُر نور ﷺ کی اولادِ پاک کو سیّد کہا جاتا ہے جو حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہما کی بھی اولادِ پاک ہے اور عرب ممالک میں اِن حضرات کو شریف کہا جاتا ہے۔ بہر حال یہ ایک اصطلاحی چیز ہے اِس (موجودہ اصطلاح) کے لحاظ سے تو غیر فاطمی حضرات سیّد نہیں بن سکتے''۔ پھر آگے لکھتے ہیں۔

''مگر موجودہ اصطلاح کے لحاظ سے (غیر سیّد کا اپنے کو سیّد لکھنے) سے پرہیز ضروری ہے اگرچہ وہ علوی کی قید سے یا حیثیت سے سیّد کہے جائیں۔ مگر عوام الناس کو ضرور دھوکا لگتا ہے۔ جو ادعوهم لاٰباءهم کی خلاف ورزی کی حدود میں پہنچا سکتا ہے۔ ہاں نرا علوی کہلائیں یا شاہ صاحب کہلائیں تو یہ ہو سکتا ہے مگر وہ بھی جبکہ تکبر سے نہ ہو۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ تکبر و غرور حرام ہیں اور جہنم میں پہنچانے والے ہیں''۔

(فتاویٰ نوریہ جلد دوم ص ٦٦)

الحمد للہ۔ اِن دو فتاویٰ مبارکہ سے روزِ روشن سے زیادہ روشن ہُوا کہ عرفِ عام کے لحاظ سے سیادت دو قسم کی ہے ایک سیادت نسبی جو خاصہ ہے آلِ رسول کا اور دوسری سیادت اضافی یا شخصی کہ وہ بمعنی سردار کے ہے بمعنی سیّد النسب کے نہیں ہے مگر اِس دجال کذّاب مفتری نے حضرت مولانا مفتی ناصر جاوید صاحب کے مندرجہ بالا فتویٰ سے درج ذیل عبارت لکھ کر روگردانی کی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

''ابوالکرم کو صرف ایک مفتی (ناصر جاوید) صاحب نے نامکمل جواب دیا''

(اللطمہ ص ٢٩)

اور دوسرے مقام میں لکھتا ہے

''مفتی ناصر جاوید صاحب نے ابولکرم کو جو جواب دیا اِن کے فتویٰ پر بھی ان شاء اللہ بصیرہ

لکھا جائے گا۔‘‘ (اللطمۃ ص۹۵)

بے ولی دجال نے مفتی ناصر جاوید صاحب کے فتویٰ میں بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

اِس دجال کذاب نے اپنی پہلی عبارت میں مفتی ناصر جاوید صاحب کے فتویٰ کو نامکمل کہہ کر اپنی فطری چالبازی کا واضح ثبوت دیا ہے۔ہم نے مفتی صاحب کا جو فتویٰ اپنے رسالہ میں درج کیا ہے۔وہ مکمل فتویٰ ہے اِسے نامکمل کہنا سراسر جھوٹ اور ناانصافی ہے۔

حدیثِ ابن ماجہ میں سیادت سے مراد سیادتِ شخصی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **نحن ولد عبدالمطلب سادۃ أھل الجنّۃ أنا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمھدی ۔** (ترجمہ) ہم عبدالمطلب کے بیٹے یعنی میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مھدی اہل جنّت کے سردار ہیں۔رواہ ابن ماجۃ والحاکم۔

(کنز العمال۔جلد۱۲ص۴۵)

اِس حدیث پاک میں لفظ سادۃ سیّد کی جمع ہے اور یہاں سیادت اُن معنوں میں ہے جو خُود اِس دجال نے اپنے پہلے کتابچہ کے صفحہ ۸ میں لکھے ہیں چنانچہ اس سے پوچھا گیا کہ سیّد کا معنیٰ اور مطلب کیا ہے؟ اور سیّد کا لفظ کونسے اوصاف کے حامل پر بولا جا سکتا ہے؟ تو اِس سوال کے جواب میں اِس نے لکھا تھا کہ ’’(۱) سیّد سردار کو کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے۔ (۲) سیّد وہ ہے جو اپنے ربّ کا مطیع ہو۔(۳) سیّد فقہ میں ماہر اور عالم کو کہتے ہیں۔ (۴) سیّد وہ ہے جو اچھی خصلتوں سے مالا مال ہو۔(۷) سیّد وہ ہے جو سخی ہو۔ (۸) سیّد وہ ہے جو اپنی قوم پر ۔۔۔شرف اور بزرگی میں فوقیت رکھتا ہو۔اور سیّد کے یہی معنے اِس نے اپنے دوسرے کتابچہ کے ص ۷ میں بھی بدیں الفاظ لکھے ہیں۔

’’اصل موضوع سیّد کون ہوتے ہیں؟ بندہ کا ’’من ھو السیّد‘‘ میں جواب یہ ہے۔ (۱) سیّد وہ ہیں جنہیں اللہ پاک نے سیّد کہا یا جنہیں رسول پاک ﷺ نے سیّد کہا۔ (۲) سیّد کوئی

قوم نہیں بلکہ عزّت کا لفظ ہے جو بطور صفت اور بطور لقب استعمال ہوتا ہے۔ (۳) یہ لفظ از رُوئے قرآن وحدیث خاص نہیں بلکہ عام لفظ ہے۔ (۴) مخصوص اوصاف کے حامل شخص کے لئے سیّد کا لفظ استعمال کرنا جائز ہے۔ (۵) کفار کے بڑے اُن کے لئے سادات ہیں اور مسلمانوں کے بڑے مسلمانوں کے سادات ہیں"۔

بے ولی دجال کی اِن دو عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ سیادت صرف شخصی ہوتی ہے اور نسبی نہیں ہوتی والہذا اِس معنی میں اِس حدیث پاک میں سات پاکیزہ ہستیوں کو سادۃ أھل الجنۃ کہا گیا ہے۔ اور اِس معنے میں نہیں کہ اِن سب پاکیزہ ہستیوں کی نسلیں بھی سیّد النسب ہیں کیونکہ یہ بدحواس خُود لکھتا ہے۔

"سیّد کوئی قوم نہیں بلکہ یہ عزّت کا لفظ ہے جو بطورِ صفت اور بطورِ لقب استعمال ہوتا ہے"۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ پھر تو آلِ رسول بھی سیّد النسب نہیں تو اِس کا جواب واضح ہے کہ اِس حدیث میں اِن سات پاکیزہ ہستیوں کی شخصی سیادت کو ثابت فرمایا گیا ہے۔ اور دوسری حدیث شریف جس میں فرمایا گیا ہے انّ ابنی ھذا سید ۔ یعنی میرا یہ بیٹا (حسن) سیّد ہے۔ اِس سے آلِ رسول کی نسبی سیادت کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ ہم مفصّل بیان لکھ چکے ہیں۔

بے ولی دجال نے سیّد بطور قوم کی نفی کرنے کے باوجود اِن سات ہستیوں کی نسلوں کو سیّد النسب مانا ہے:۔

ناظرین کرام: مقامِ حیرت ہے کہ یہ بدحواس ایک طرف سیّد کو لقب کہتا ہے اور اِس کے قوم ہونے کا انکار کرتا ہے مگر دوسری طرف پُورے خاندانِ قریش کے لئے اِسی لفظ کو بطورِ قومیّت استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ ایک مقام میں لکھتا ہے۔

"رسول اللہ ﷺ نے اولادِ عبد المطلب کو سیّد کہا۔ آپ نے چند نام لیے سب سے پہلے فرمایا میں عبد المطلب کی اولاد ہُوں (ہاشمی ہوں) سیّد ہوں۔ دوسرے نمبر پر فرمایا امیر حمزہ اولادِ عبد المطلب ہاشمی سیّد ہے۔ تیسرے نمبر پر فرمایا۔ علی شیرِ خدا مطلبی ہاشمی سیّد ہیں۔ چوتھے نمبر پر فرمایا حضرت جعفر طیار مطلبی ہاشمی سیّد ہیں۔ پانچویں نمبر پر فرمایا حسن مجتبیٰ مطلبی

ہاشمی سیّد ہیں۔ چھٹے نمبر پر فرمایا حسین مطلبی ہاشمی سیّد ہیں اور ساتویں نمبر پر فرمایا امام مہدی مطلبی ہاشمی سیّد ہیں۔" (اللطمۃ ص ۱۳)

اور یہ بدحواس دوسرے مقام میں لکھتا ہے۔

"سیادت شخصی سے کیا مراد ہے؟ سیادت نسبی سے کیا مراد ہے؟ اگر سیادت شخصی سے آپ یہ مراد لیتے ہیں کہ ایک شخص کو رسول کریم ﷺ نے یا خُود خدا نے سیّد کہا تو وہ سیادت آگے اُن کی اولاد میں نہ چلے گی اور سیادتِ نسبی سے اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ خداوند عالم جل شانہٗ نے یا رسول اللہ ﷺ نے کسی کے پُورے نسب اور خاندان کو سیّد کہا ہے۔ پھر اگر آپ نسب اور خاندان کی بات کریں تو حدیث پاک (یعنی سبع سنابل کی روایت) میں قریشی خاندان کو اور ہاشمی خاندان کو (رسول اللہ ﷺ نے) سیّد کہا ہے۔ لہٰذا بالخصوص جن کے نام رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان سے ادا فرمائے اُن کی سیادت شخصی نہیں سیادتِ نسبی ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی اولاد سیّد ہے تو اس حدیث کی روشنی میں حضرت امیر حمزہ سیّد الشہداء کی اولاد سیّد کیوں نہیں ہے؟ اور اگر امام حسن اور حسین کی اولاد سیّد ہے تو مولا علی کی باقی اولاد سیّد کیوں نہیں ہے؟ کیا کوئی ایسی حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہو کہ حسنین کریمین کی اولاد تو سیّد ہے اور علی مولیٰ کی خاتون جنّت کے علاوہ دوسری بیویوں سے اُن کی اولاد سیّد نہیں ہے؟" اھ بلفظہ (اللطمۃ ص ۲۴)

ناظرین کرام! یہ بدحواس سبع سنابل شریف کی جس روایت کی بناء پر پُورے خاندانِ قریش کو سیّد مان رہا ہے اُس کی پُوری بحث ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ اِس بدحواس کا رسول اللہ ﷺ پر افترائے عظیم ہے کیونکہ آپ کی اِس حدیثِ پاک میں سیّد کا معنی غلام کا مولیٰ ہے اور یہاں سیّد النسب شخص مراد نہیں ہے اور اس کے باقی سوالوں کا جواب ہم نے پچھلی سرخی میں لکھ دیا ہے۔

واللّٰہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

بے ولی دجال نے آلِ رسول کے سیّد النسب ہونے کی تخصیص کی نفی کی ہے:۔

علاقہ بے ول کے دجال نے آلِ رسول کے سیّد النسب ہونے کی تخصیص کی نفی کی ہے چنانچہ وہ ایک مقام میں لکھتا ہے۔ ''سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بلاشبہ سیّدہ ہیں۔ اِن کے شہزادے امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما سیّد ہیں۔ خاتونِ جنّت کی شہزادیاں سیّدہ زینب اور سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما یقیناً سادات ہیں مگر قرآن اور حدیث کی روشنی میں لفظِ سیّد کی اِن کے ساتھ تخصیص نہیں ہے۔'' (من ھوالسید ص۲)

اور یہ بدحواس دوسری جگہ لکھتا ہے۔

''سوال:۔ آپ نے لفظ سیّد کو قریشی ہاشمی خاندان کے لئے عام کر دیا ہے۔ آپ اِس لفظ کو حسنین کریمین کی اولاد کے لئے خاص کیوں نہیں کرتے؟

الجواب:۔ ہم اہل سنت ہیں۔ ہم اللہ کی رحمت، عنایت اور کرم نوازی کو جہاں عام ہے وہاں خاص نہیں کرتے۔ جب قرآن نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نے لفظ سیّد کو عام کیا ہے تو ہم خاص کیسے کر سکتے ہیں۔ رحمتِ خداوندی جہاں عام برس رہی ہے ہم اُسے محدود کیسے کریں؟''۔ (من ھوالسید ص۱۰)

اور یہ بدحواس تیسرے مقام میں لکھتا ہے۔

''خاتونِ جنّت سیّدہ زہراء بتول کی اولاد کو سیّد کہنا یقیناً درست ہے کیونکہ وہ قریشی ہاشمی ہیں اور بالواسطہ اولادِ رسول ہیں مگر صرف فاطمی سیّد ہیں اور کوئی سیّد نہیں۔ یہ حصر بالکل غلط ہے اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ ایسا حصر نہ قرآن پاک کی کسی آیت میں ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں ہے''۔ (اللطمہ ص۸)

ناظرین کرام:۔ غور فرمائیں کہ اِس شخص نے آلِ رسول کے سیّد النسب ہونے کی تخصیص کی نفی سبع سنابل کی روایت کا غلط ترجمہ کرنے اور اپنے اِس غلط ترجمہ کی بناء پر غلط مسئلہ نکالنے کی وجہ سے کی ہے۔ بفرضِ محال اگر کسی اور دلیل شرعی سے سارے خاندانِ قریش کا سیّد ہونا ثابت بھی ہو جائے تو اِس شخص کی پیش کردہ درج ذیل دلیل سے سیادت کی اِس

خاندان کے ساتھ تخصیص کی بھی نفی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ بدحواس آلِ رسول کی سیادتِ نسبی کے عدمِ اختصاص کی دلیل میں لکھتا ہے۔

''حسنین کریمین کو آقا کریم ﷺ نے جنتی جوانوں کا سیّد قرار دیا۔ سیّدہ زہراء بتول کو اہل ایمان کی عورتوں کا سردار قرار دیا مگر کہیں بھی حصر کا کلمہ استعمال نہیں فرمایا۔ کہیں بھی یہ نہ فرمایا کہ صرف اولادِ خاتونِ جنت کے لئے ہی سیادت ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے دوسروں کو سیّد فرما کر حصر کی نفی فرمائی ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا ہم عبدالمطلب کی اولاد اہلِ جنت کے سادات یعنی سردار ہیں۔ پھر کچھ کے نام لیے اور فرمایا میں، امیر حمزہ، مولا علی، جعفر طیار، امام حسن، امام حسین اور امام مھدی۔ سرکار ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ کو سیّد کہا اور فرمایا وہ خزرج قبیلہ کے سیّد ہیں۔ حضرت بلال حبشی کو سیّد کہا۔ حضرت عبداللہ بن سلام کو سیّد کہا۔ حضرت صہیب رومی کو، ابی بن کعب کو سیّد کا لقب ہمارے آقا کریم ﷺ نے عطا فرمایا۔ خاتونِ جنت کے ساتھ حضرت مریم اور حضرت آسیہ کو سیّدہ کا لقب عطا فرمایا۔ (من ھوالسیّد ص ٦)

الحمدللہ: مسئلہ خود بخود حل ہو گیا مندرجہ بالا حضرات کو بارگاہِ رسالت سے سیادت کا لقب ملا یہ ان کی شخصی سیادت ہی تو ہے جس کا انکار یہ بدحواس کر رہا ہے۔ اگر یہ سیادتِ نسبی ہوتی تو اِن سب حضرات کی نسلیں بھی سیّد النسب ہوتیں۔ اگر اِس دلیل سے اولادِ فاطمہ کی سیادتِ نسبی کا حصر ٹوٹا ہے تو خاندانِ قریش کی جس سیادتِ نسبی کا یہ بدحواس مدعی ہے اُس کا حصر بھی ٹوٹا ہے۔ اِسے کہتے ہیں

لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

بے ولی دجال نے آیتِ قرآن کے مفہوم میں بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

یہ بدحواس شخص سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۳۹ کے بارہ میں لکھتا ہے۔

''أنّ اللّٰہ یبشرک بیحیٰ مصدقاً بکلمۃٍ من اللّٰہ وسیّداً وحصوراً ونبیاً من الصالحین. (ترجمہ):۔ اے زکریا! اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کے کلمہ

کی تصدیق کر رہا ہے اور سیّد ہے اور عورتوں سے بے رغبت، نبی صالحین سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی کو سیّد کہا تو ثابت ہو گیا کہ جو لفظِ سیّد کو صرف سیّدہ فاطمہ کی اولاد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اُن کا عقیدہ ایران کی پیداوار خلافِ قرآن ہے۔ قرآن کی اِس آیت سے تخصیص باطل ہوئی"۔ (من ھو السید ص۲)

اِس آیتِ کریمہ میں جو سیّد کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ محاورۂ اہلِ عرب کے لحاظ سے "سردار" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کا ترجمہ بدیں الفاظ کرتے ہیں۔ "بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے"۔ (کنز الایمان ص۸۶)

ناظرین کرام:۔ ملاحظہ فرمائیں کہ بدحواس نے اپنے ترجمہ میں سیّد کا کوئی معنی لکھا ہی نہیں ہے۔ یہ اِس لئے تاکہ آلِ رسول کی سیادتِ نسبی کی تخصیص کی نفی ہو جائے حالانکہ محاورۂ اہلِ عرب میں سیّد کا لفظ اُن معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن معنوں میں ہمارے محاورۂ اردو میں شریف کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا مفتی نور اللہ نعیمی صاحب کے فتویٰ میں یہ گذرا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ "سیّد کا لفظ لُغتِ عرب کے لحاظ سے بڑا عام لفظ ہے حتیٰ کہ یہ لفظ لغتِ عرب میں کافروں پر بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں عزیزِ مصر کو سیّد فرمایا گیا والفیا سیّدھا لدی الباب (یعنی اُن دونوں نے زلیخا کے سیّد یعنی خاوند کو دروازے کے پاس پایا)۔ مگر آج کل پاکستان وغیرہ ممالک کی اصطلاح میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک کو سیّد کہا جاتا ہے جو حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہما کی بھی اولادِ پاک ہے۔ کتاب دستور العلماء جلد دوم ص ۱۹۳ میں ہے السیّد الرئیس کما یقال سیّد القوم أی رئیسھم ثم غلب فی من کان من اولاد نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سیّد کا معنی رئیس یعنی سردار ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے قوم کا سیّد یعنی اُس کا رئیس و سردار پھر اِس لفظِ سیّد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک پر بولے

جانے میں غلبہ حاصل ہو گیا اور عرب ممالک میں اِن حضرات (یعنی ساداتِ فاطمی) کو شریف کہا جاتا ہے"۔ (فتاوٰی نوریہ جلد دوم ص ۶۶)

بہر حال کوئی مانے نہ مانے لیکن ہر جگہ اور ہر زبان اور ہر زمان کا عرفِ عوام کالانام شرعاً معتبر ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوٰی رضویہ کی درج ذیل عبارت پہلے گذر چکی ہے کہ آپ لکھتے ہیں۔

"جو عرف معتبر ہے اُس کا زمانہ رسالت مآب ﷺ میں ہونا یا تمام بلادِ اسلامیہ میں ہونا ضروری نہیں"۔ (فتاوٰی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

جب عربی زبان کا عام لفظ کسی خاص معنی کے لئے دوسری زبان میں استعمال ہو تو اُس کا وہ پہلا عام معنی متروک ہوگا۔ یہ بات ہر عقل مند شخص جانتا ہے کہ عربی زبان کا کوئی لفظ جس کا لغتِ عرب میں عام معنی ہو جب وہ لفظ کسی دوسری زبان میں کسی خاص معنی کے استعمال کے لئے منتقل ہوگا تو اُس کا محاورۂ عرب میں جو عام معنی تھا وہ مراد نہیں ہوگا بلکہ جس خاص معنے کے لئے وہ دوسری زبان کے محاورہ میں منتقل ہوا ہے اُس معنیٔ خاص ہی کے لئے اُس کا استعمال مانا جائے گا۔ بے ولی دجّال جیسے پنکچر دماغ والوں کے لئے ایک دو مثالیں لکھی جاتی ہیں۔ وباللہ التوفیق

(۱)۔ اہلِ عرب اپنی عربی زبان کے محاورہ میں ہر مائع شئی کو شراب کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شربتوں کی بوتلوں پر عربی زبان کی عبارتوں میں شراب کا لفظ لکھا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ خُود قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے پانی کو شراب فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هو الذى انزل من السمآء مآء لكم منه شراب و منه شجر فيه تسيمون. (ترجمہ) وُہی ہے جس نے آسمان سے پانی اُتارا اِس سے تُمہارا پینا ہے اور اِس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو۔ (کنزالایمان ص ۴۲۷)

اور فرماتا ہے۔ وما يستوى البحران هذا عذب فرات سائغ شرابه وهذا ملح اجاج . (ترجمہ) اور دونوں سمندر ایک سے نہیں۔ یہ میٹھا ہے خُوب میٹھا جس کا

پانی خوشگوار اور یہ کھاری ہے تلخ۔ (کنز الایمان ص ۶۹۵)

اور فرماتا ہے۔ ارکض بر جلک ھذا مغسل بارد و شراب (ترجمہ) ہم نے فرمایا زمین پر پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔ (کنز الایمان ص ۷۲۷)

اور فرماتا ہے۔ فانظر الی طعامک و شرابک لم یتسنّہ (ترجمہ) اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بُو نہ لایا۔ (کنز الایمان ص ۶۷)

اور خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں جہنّم کی پیپ کو شراب فرمایا چنانچہ وہ فرماتا ہے۔

وان یستغیثوا بمآء کالمھل یشوی الوجوہ بئس الشراب وسآءت مرتفقا (ترجمہ) اور اگر پانی کے لئے فریاد کریں تو اُن کی فریادرسی ہوگی اُس پانی سے کہ چرخ دیئے ہُوئے دھات کی طرح ہے کہ اُن کے منہ بھُون دے گا۔ کیا ہی بُرا پینا ہے اور دوزخ کیا ہی بُری ٹھہرنے کی جگہ (کنز الایمان ص ۴۷۳)

اور خود اللہ کریم نے قرآنِ حکیم میں شہد کو شراب فرمایا۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔

یخرج من بطونھا شراب مختلف ألوانہ فیہ شفاء للناس . (ترجمہ) اُس کے (شہد کی مکھی کے) پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔ (کنز الایمان ص ۴۳۶)

اور خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جنّت کے اندر ایک خاص پی جانے والی شئے کو شرابِ طہور فرمایا چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ وسقاھم ربّھم شراباً طھوراً .

(ترجمہ):۔ اور اُنہیں اُن کے ربّ نے ستھری شراب پلائی (کنز الایمان ص ۹۲۵)

الغرض شراب کا لفظ عربی زبان کے محاورہ میں عام معنے میں استعمال ہوتا ہے لیکن یہی لفظ جب پاک وہند کی اُردو زبان میں اُس خاص معنے میں استعمال ہُوا جس خاص معنے کے لئے عربی زبان میں خمر کا لفظ ہے تو اب پاک وہند کی اُردو زبان میں جب کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے شراب پی ہے لہٰذا اُسے کوڑے مارو تو یہاں مراد خمر پینا ہو گا۔ اور اگر بے ولی دجال جیسا جاہل کہے کہ میں ہر شہد پینے والے کو اور ہر پانی پینے والے

کوشرابی کہوں گا تو ہر شخص اِس کی بدحواسی کا معترف ہوجائے گا۔ اِس بدحواس کو آلِ رسول کی عداوت نے اِس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ یہ ہر کہ دمہ کو سیّد کہہ رہا ہے حالانکہ اُردو کے محاورہ میں بطورِ نسب سیّد کا لفظ صرف اور صرف آلِ رسول کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ سچ ہے

؎ خُدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

(۲)۔ فارسی زبان کی لغت میں پیر کا لفظ عموماً ہر عمر رسیدہ شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن یہی لفظ جب اُردو زبان میں استعمال ہونے لگا تو اِسے خاص ''مرشدِ کامل'' کے معنی میں استعمال کیا گیا۔ اب بے ولی دجال نے بھی اپنے نام کے سابقے میں ''پیر'' کا لفظ لکھا ہے اِس سے یہی پوچھ لیجئے کہ تُم پیر کے عام معنے میں پیر ہو یا پیر کے خاص معنے میں؟ شاید کہ اِس سوال سے ہی اِس لایعقل کے دماغ میں کوئی صحیح بات آجائے کیونکہ کہاوت ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

(۳)۔ عربی زبان میں سجّادہ جائے سجدہ یعنی جانماز کو کہتے ہیں۔ لیکن یہی لفظ اُردو زبان میں خاص ایک معنے کے لئے مستعمل ہوا تو اُس کا وہ پہلا عام معنی متروک ہوگیا۔ اب جب کہا جائے گا ''سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلطانیہ پکّا کھوہ'' تو مراد خاص معنے ہوگا یعنی ''مرشدِ کامل'' اور عام معنے ''جانماز پر بیٹھے والا نہیں ہوگا''۔

الحمدللہ اِن تین مثالوں سے اصل مسئلہ کی خُوب وضاحت ہوگئی اور یہ وضاحت ہم نے ناظرین کرام کے لئے لکھی ہے۔ پکا کھوہ نزد بے ول کے دجال کے لئے ہمارا کچھ لکھنا بالکل بے سُود ہے۔ اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون

''سیّد النسب صرف آلِ رسول ہے'' یہی اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے:۔

بے ولی دجال نے اپنے دوسرے کتابچہ میں ہمارے متعلق لکھا ہے کہ ''تُم رافضیوں کے جال میں پھنس گئے ہو''۔ چنانچہ وہ ایک مقام میں لکھتا ہے۔

''اُمت مسلمہ قریشی ہاشمی علوی (اولادِ علی) کو سیّد بطور نسب بطور لقب کیوں تسلیم نہ کرے جبکہ اُنہیں یہ لقب (سیّد) رسول اللہ ﷺ کی طرف سے (سبع سنابل کی روایت کی بناء پر) عطا ہوا ہے۔ رافضی مصر کے فاطمی ابوالکرم جانگلی کے پیشوا امام اور بابے ہوں گے۔ مسلمانوں کے امام الائمۃ من القریش کے تحت قریشی ہیں۔ جن کے بغیر امامتِ کبریٰ قائم نہیں ہو سکتی ہے۔ (شرح عقائد، نبراس)

مسلمانوں کے لئے قریش سیّد ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے مجتبیٰ مصطفیٰ منتخب اور بنی کنانہ سے بھی افضل ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خود پورے قریش قبیلہ کو (سبع سنابل کی روایت کی رُو سے) سیّد کہا ہے۔ وہ شخصی سیادت نہیں وہ نسب اور قبیلے کی سیادت ہے جو کہ از روئے حدیث (سبع سنابل کی روایت) صرف اور صرف قریش قبیلہ کو حاصل ہے''۔ اہ بلفظہ الآمابین القوسین لزیادۃ الایضاح (اللطمۃ ص ۴۸)

اور وہ دوسرے مقام میں لکھتا ہے۔

''زیادہ سادات رافضی ہیں۔ راولپنڈی کے شاہ، نارووال کے شاہ، برطانیہ کے شاہ سب رافضی ہیں اور آپ اُن کے پیروکار بن چکے ہیں۔ آپ نے غلام رسول رافضی کا فتویٰ اِسی لئے نقل کیا ہے''۔ (اللطمۃ ص ۸۶)

اور وہ تیسرے مقام میں لکھتا ہے۔

''کوئی نئی کتاب طباعت کرائیں اور بہتر ہے کہ ایران سے ہی طباعت کروائیں۔ دشمنانِ صحابہ اور دشمنانِ اُمت آپ کو جعلی احادیث کی کتاب تیار کر دیں گے۔ جس میں لکھا ہوگا۔ آل محمد ھم السیّد فقط ولا سیّد غیر آل محمد (آلِ محمد صرف سیّد ہیں اور آل محمد کا غیر سیّد نہیں ہے) اہ بلفظہ اِلا مابین القوسین۔ (اللطمۃ ص ۸۹)

اور وہ چوتھے مقام میں لکھتا ہے:۔

''ہاشمی سیّد کہتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے ابوالکرم نے بناتِ رسول اور بنینِ رسول کو سیّد تسلیم کر لیا ہے ورنہ ایرانی تو خاتونِ جنت کے بہن بھائیوں کو سیّد نہیں مانتے بلکہ اُنہیں خاتونِ جنت

کی بہنیں اور رسول اللہ ﷺ کی بنات ہی تسلیم نہیں کرتے۔ شائد بازاری کو ایرانیوں کے اِس نظریہ کا اور اِن کے عقائد کا علم نہ ہو سکا ورنہ وہ یہاں بھی یہ کہہ دیتے کہ باقی بہنیں خاتونِ جنّت کی سیّد نہیں یہ سیادت صرف خاتونِ جنّت کو حاصل ہے۔" (اللطمۃ ص۹۰)

اور وہ پانچویں مقام میں لکھتا ہے۔

"من ھوالسیّد کی مخالفت: جناب ابوالکرم سہنسوی اب ارذل العمر کے درجہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ نظر کمزور، عقل کمزور اور قرآن وحدیث پر ایمان انتہائی کمزور ہو چکا ہے۔ موصوف نے مشہور نام سبیل ہدایت (جو کہ درحقیقت سبیلِ ضلالت ہے) کی ۴۹۶ ویں پیش کش شائع کی ہے۔ جس میں قرآن وحدیث کے برعکس رسم ورواج اور ایرانی رافضی عرف کو زیادہ اہمیت دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ سبیلِ ضلالت کی تین کاپیاں مجھے بذریعہ ڈاک ارسال کی ہیں"۔ (اللطمۃ ص۴)

ناظرین کرام بدحواس دجال کی مندرجہ بالا پانچ عبارتیں بغور پڑھیں اور سمجھیں کہ اِس فتنہ پرور شخص نے اہلِ سنّت کے پاک عقیدہ کو کہ سیّد النسب صرف آلِ رسول ہے۔ اور جب بھی بطورِ نسب کسی شخص کو سیّد کہا جائے گا تو اِس سے مراد یہی ہو گی کہ وہ اولادِ حسنین کریمین رضی اللہ عنھما سے ہے جیسا کہ تفصیلاً ہم بیان کر چکے ہیں۔ کیسی کیسی چالبازیوں سے ردّ کیا ہے اور یہ بدحواس اِسی سنّی بریلوی عقیدہ کی وجہ سے معاذ اللہ ہمیں ایرانیوں رافضیوں کا پیروکار کہہ رہا ہے۔ اِس بدحواس سے پوچھیں کہ اگر اِس عقیدہ کی وجہ سے ابوالکرم سہنسوی تمہارے نزدیک رافضیوں ایرانیوں کا پیروکار ہے تو پھر کیا اعلیٰ حضرت بریلوی، مفتیٔ اعظم پاکستان، فقیہہ اعظم بصیرپوری، مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ، مولانا فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہم بھی تمہارے نزدیک معاذ اللہ رافضیوں ایرانیوں کے پیروکار تھے جنہوں نے اپنے فتاوٰی مبارکہ میں یہی مسئلہ لکھا ہے کہ بطورِ نسب سیّد صرف آلِ رسول ہے؟ کیا اِن علمائے اہلِ سنت حنفی بریلوی کو بھی تُم رافضیوں ایرانیوں کا پیروکار کہو گے؟۔ تُو آپ کے اِس سوال کے جواب میں اِس بدحواس نے خود ہی یہ لکھ دیا ہے کہ

''جو فتاوٰی قرآن وحدیث کے مطابق ہوں وہ ہم قبول کرتے ہیں اور جو دیابنہ کی سازش کے تحت اہل سنّت نام رکھ کر فتویٰ دیا گیا ہو ہاشمی سیّد (بے ولی دجال) اُسے کبھی قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا مرکز قرآن اور حدیث ہے''۔ (اللطمۃ ص ۹۵)

ناظرین کرام! بے ولی دجال کے مندرجہ بالا جواب کو پڑھیں اور غور فرمائیں کہ اِس بدحواس نے اعلیٰ حضرت بریلوی جیسے علماء کے فتویٰ کو قرآن وحدیث کے مخالف قرار دیا ہے۔ اور اپنی ابلیسی قابلیت سے قرآن وحدیث کے بارہ میں جو کچھ اِس نے لکھا ہے یہ اُسے ہی صحیح قرار دے رہا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ امامت:۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا سیّد برہان الحق جبل پوری اپنے بچپنے کا ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں ''ایک روز اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد سے فرمایا'' آج عصر کے بعد ایک مجذوب بزرگ کی زیارت کے لئے باندرہ چلنا ہے۔ واپسی میں مغرب مہائم شریف میں ادا کر کے دعوت ہے۔ آپ عصر کے پہلے آجائیں''۔ ہم لوگ حسبِ ارشاد عصر کے وقت حاضر ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کے ساتھ باندرہ پہنچے۔ والد صاحب نے مجھے آہستہ سے ہدایت فرمائی کہ واپسی کے وقت اعلیٰ حضرت کے پیچھے رہنا اور بزرگ کی قدم بوسی کر کے اپنے لئے دعا کی درخواست کرنا۔ واپسی کے وقت میں اعلیٰ حضرت کے پیچھے رہا۔ جب حضرت مصافحہ کر کے آگے بڑھے تو میں نے اِن بزرگوں کے قدم پکڑ کر عرض کیا میرے لئے دعائے خیر فرمایئے۔ بزرگ نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ ''اِس کے پیچھے چلتا جا تیرے پیچھے سب چلیں گے''۔ ہم جب واپسی کے لئے گاڑی پر سوار ہوئے میں اعلیٰ حضرت اور والد ماجد کے درمیان بیٹھا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ برہان میاں۔ آپ نے مجذوب سے کیا کہا تھا۔ میں نے جو کہا تھا وہ اور اِس کا جواب بتایا۔ اعلیٰ حضرت نے میری پیٹھ پر دستِ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بُرھان الحق، برھان الدین، برھان السنہ بنائے۔ آمین'' (کتاب اکرام امامِ احمد

رضا مؤلفہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ص ۸۰)

سچ ہے

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے　　چشمِ نابینا کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

بدحواسی کا دورہ پڑنے سے پہلے بے ولی دجّال کے نظریات:۔

بے ولی دجال نے بدحواسی کا دورہ پڑھنے سے پہلے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ

(۱) ''اہلِ عقل ودانش سے اپیل: بنیادی عقائد (عقیدۂ توحید' عقیدۂ رسالت' عقیدۂ آخرت) اصحابِ رسول' اہل بیتِ رسول' اولیاء اللہ خصوصاً امام ربانی مجدد الف ثانی' شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی اور امام احمد رضا خان بریلوی کے مطابق اختیار کریں اور نئی نئی باتوں کو رواج دینے سے گریز کریں لان کل بدعۃ ضلالۃ. (التبصرۃ الواھیۃ ص ۳۷)

(۲) ''سیّد کا لفظ عزت واحترام کے اظہار کے لئے عرب زبان میں استعمال ہوتا ہے۔خُود اپنے لیے یہ لفظ استعمال کرنا اچھا نہیں لگتا۔ہاں جو شخص آقائے کریم ﷺ کے خاندان سے ہے اُس کے لئے دوسرے لوگوں کو یہ لفظ ضرور استعمال کرنا چاہیے''۔ (التبصرۃ الواھیۃ ص ۳۸)

(۳) ''سادات کرام (فاطمی سادات) کو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا طریقہ اپنانا چاہیے۔آپ رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت کی ہے۔اُن کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں۔اُنہیں برحق خلیفہ تسلیم کیا''۔ (التبصرۃ الواھیۃ ص ۳۹)

(۴) ''سادات کرام (فاطمی سادات) جملہ ہاشمی قریشی خاندان' اصحابِ رسول جو قرآن وحدیث کے راوی ہیں اور جو غزواتِ بدرواُحد وحنین وتبوک میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھا چکے ہیں اُن کے ساتھ کسی قسم کی پرخاش نہ رکھیں۔'' (التبصرۃ الواھیۃ ص ۳۹)

(۵) ''علامہ طاہر القادری کو اہلِ اسلام بالخصوص ''مرکزِ اسلام'' اہل سنّت وجماعت نے اُن کے عشقِ رسول کے جذبات' تقریری' تحریری اور تنظیمی صلاحیت کی وجہ سے بے پناہ پذیرائی عطا کی۔علاّمہ نے جس مخصوص سوز وگداز کا مظاہرہ کیا عاشقانِ رسول نے اُس کے پیشِ نظر اُنہیں مقتداء' شیخ الاسلام اور مجدد کے القابات سے نوازا۔علامہ کی تحریک

''منہاج القرآن'' کے لئے دل کھول کر مالی جانی تعاون کیا۔ مگر علاّمہ طاہر القادری نے متعدد فقہی اور شرعی مسائل میں جمہورِ اہلِ اسلام کے متعقدات اور نظریات سے اپنے علمی گھمنڈ اور تنظیمی وسائل کے بل بوتے پر اختلاف کیا''۔ (التبصرۃ الواھیۃ ص ۴۶)

(۶) ''مگر طاہر القادری نے متعدد فقہی اور شرعی مسائل میں جمہورِ اہلِ اسلام کے معتقدات اور نظریات سے اپنے علمی گھمنڈ اور تنظیمی وسائل کے بل بوتے پر اختلاف کیا۔ بطورِ مثال اہل سنّت کے مسلمہ امام الشاہ مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت کے اظہار کے باوجود روافض دشمنانِ صحابہ اور خوارج دشمنانِ اہل بیت کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ خود بنفسِ نفیس اُن کی امامت میں نماز ادا کرنے کی جسارت بھی کر دی جس کی مسلکِ رضا میں کسی طرح کی گنجائش نہیں''۔

(التبصرۃ الواھیۃ ص ۴۶)

(۷) ''نقصان:۔ علاّمہ کے مذکور رویہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ منہاج القرآن میں شامل ہونے والے عاشقانِ رسول علاّمہ کی محبت بھری تقاریر سن کر دھاڑیں مار کر روتے ضرور ہیں۔ علاّمہ کے شہر اعتکاف میں اعتکاف کرنے کو سعادت سمجھنے کے باوجود اِن لوگوں میں

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجئے ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے

امام اہلِ سنّت (شاہ احمد رضا خان بریلوی) کا یہ قول کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ اِن میں وہ شدّت جو پہلے تھی اب باقی نہیں جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ زلة العالم زلة العالم۔ ایک عالم کا پھسل جانا پورے عالم کے پھسل جانے کا باعث ہے''۔ (التبصرۃ الواھیۃ ص ۴۸)

(۸) ''لہٰذا علاّمہ طاہر القادری صاحب کا یہ فتویٰ جس کا مفہوم یہ ہے کہ منکرِ عیسیٰ کافر ہے اور منکرِ محمد کافر نہیں بلا شبہ کفریہ جملہ ہے اور کفریہ نظریہ ہے۔ البتہ لزومِ کفر اور التزامِ کفر کے فرق کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے میں محض بطورِ احتیاط فتویٰ دیتا ہوں کہ کفر لازم آرہا ہے۔ البتہ موصوف کو کافر و مرتد کہنے سے اعتراض کرتا ہوں اور جس شخص یا مفتی نے علامہ کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے اُن کے خلاف بھی کوئی جملہ استعمال نہیں کرتا ہوں۔ البتہ

حکومتِ وقت سے اپیل کرتا ہوں کہ مفتی محمد فضل رسول سیالوی آف سرگودھا کے خلاف کاروائی سے گریز کیا جائے اور علاّمہ طاہر القادری کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے کفریہ کلمات سے توبہ کریں۔ اِس سلسلہ میں پاکستان بھر کے علماء کرام سے اپیل ہے کہ جلد از جلد علاّمہ طاہر القادری کو توبہ کرنے پر مجبور کریں۔ نیز منہاج القرآن کے دانشور، علماء، صلحاء بالخصوص عاشقانِ رسول (سنّی احباب) سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ علامہ طاہر القادری کو مجبور کریں کہ وہ کفریہ نظریہ اور کفریہ قول سے توبہ کریں"۔ (التبصرۃ الوھابیہ ص ۷۱)

(۹) "اور میں علاّمہ طاہر القادری سے بھی اپیل کرتا ہُوں کہ وہ کسی کے کہے بغیر توبہ کا اعلان کریں۔ علاّمہ محمد اشرف کی طرح وضاحت در وضاحت کا دروازہ کھول کر اپنے لئے اور اپنے عقیدت مندوں کے لئے پریشانی کا سامان پیدا نہ کریں"۔ (التبصرۃ الوھائیہ ص ۷۱)

(۱۰) "فتویٰ کی تردید:۔ علاّمہ محمد اشرف کے فتویٰ کی تردید کرنا دو وجہ سے ضروری ہے۔ ایک یہ کہ تا کہ کوئی دیوبندی، وہابی اِن کے فتویٰ کو بطورِ ہتھیار اہل سنّت (بریلوی) کے خلاف استعمال نہ کر سکے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تا کہ یہ بھی واضح ہو جائے کہ ہم اہلِ سنّت (بریلوی) حضور ﷺ کی عظمت کے خلاف جس طرح مولوی قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، اسماعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، سلیمان رشدی، مرزا زاہد اور مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے توہین رسالت کو برداشت نہیں کرتے اِسی طرح کسی اپنے عالمِ دین کا وہ جملہ جو عظمتِ رسالت کے منافی ہو اُسے بھی برداشت نہیں کر سکتے"۔

(حق لا الہ الا اللہ یا محمد سرورِ صل علیٰ پڑھنا جائز درست ہے کہ متعلق شرعی فتویٰ مؤلفہ بے دلی دجال ص ۲) وتلک عشرۃ کاملۃ۔

ناظرین کرام:۔ مندرجہ بالا دس عبارات اُس شخص کے ہاتھ اور قلم کی لکھی ہوئی ہیں جو سبع سنابل کی روایت ملنے پر بدحواسی کے دورہ میں مبتلاء ہُوا اور اِس بدحواسی کے دورہ نے اُس کی عقل مار دی تو ایک پاگل شخص کی طرح مسئلہ "سیادت آلِ رسول" میں اِس قدر بدحواس نظر آ رہا ہے جس طرح اندھیرے میں کوئی انکھیارہ اپنی سوئی اپنے راستہ کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھیر رہا ہوتا ہے۔

بدحواسی کے دورہ کے بعد مذکورہ مسئلہ کے بارہ میں جو کچھ اس نے اپنے دونوں رسالوں میں لکھا۔ ہم نے اُس کی مکمل تردید اپنے اِن دو رسالوں میں لکھ دی ہے۔ بدحواسی میں اب اِس شخص کی یہ حالت ہے کہ اہلِ سنّت بریلوی کے امام ومقتداء اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوؤں اور عبارتوں میں یہ شخص اپنی ابلیسی ڈنڈی مار رہا ہے۔ زیادہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہ شخص جس جماعتِ اہلِ سنّت ضلع جہلم'' کا امیر بنا رہا ہے اُسی جماعت کے جلیل القدر مفتیانِ کرام وعلمائے عظام کے فتوؤں اور فیصلوں کو ٹھوکر مار کر طاہر القادری کی راہ ورسم پر چل پڑا ہے۔ بلکہ علمائے اہل سنّت بریلوی کے مشائخ وعلماء کا ذکر بہت ہی عامیانہ انداز میں کرتا ہے گویا اب اِن برگزیدہ ہستیوں سے اِسے کوئی مسلکی ومذہبی تعلق ہی باقی نہیں رہا ہے۔ چند جگہ کی عبارات پڑھیے اور اِس کی بدمذہبی اور اہلِ حق کی جماعت سے خروج کا یقین حاصل کیجئے۔ چنانچہ یہ بدبخت لکھتا ہے۔

(۱) ''آج کے دَور میں علماء' مفتیان' شیخ الحدیث حضرات حسد کے چلتے پھرتے مجسمے ہیں۔ کچھ ناصبی' بعض رافضی اور بقایا خارجی۔ امام احمد رضا' سیّد نعیم الدین مراد آبادی' مجدّد الف ثانی' پیر مہر علی شاہ' پیر جماعت علی شاہ' پیر سید مفتی افضل حسین' علامہ عطا محمد بندیالوی' پیر سید نیک عالم شاہ جیسے علماء ومشائخ قبروں میں جا چکے ہیں۔ اب مدارس دکانیں ہیں اور چلانے والے دکاندار۔ الا ماشاء اللّٰہ'' (اللطمۃ ص ۲۹)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ آج کل کے مدارس اور آج کل کے علماء کے بارہ میں اس بے ولی دجال نے کیسے کیسے گستاخانہ الفاظ لکھے ہیں اور جن مشائخ کے نام اِس بدبخت نے ذکر کیے ہیں اُن کے نام بھی عامیانہ انداز میں لکھے ہیں اور پھر ''جیسے علماء ومشائخ قبروں میں جا چکے ہیں'' کے الفاظ اِس شخص کی ذہنی گندگی کے آئینہ دار ہیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ .

(۲) ''سبع سنابل میں سیّدا قریشیاً کی ترکیب:۔ چونکہ احمد رضا بریلوی نے سیّد عبد الواحد بلگرامی کی عظمت بیان کی ہے۔ اِس لئے اِن کی کتاب میں درج حدیث پاک کو ابوالکرم جانگلی جھٹلا نہ سکا'' (اللطمۃ ص ۴۹)

ناظرینِ کرام غور سے دجال کی مندرجہ بالا عبارت پڑھیں اور دیکھیں کہ اِس بدبخت نے امامِ اہلِ سنت مجدّدِ دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کتنے عامیانہ انداز میں کیا ہے۔ حالانکہ یہ وہی شخصیت ہیں جن کے مسلکِ رضا پر چلنے کی اِس شخص نے فاطمی ساداتِ کرام کو بھی تلقین وتاکید کی تھی۔

الحمدللہ! یہاں تک ہم نے جو کچھ لکھا ہے اِس سے روزِ روشن سے زیادہ روشن ہُوا کہ موضع پکا کھوہ نزد بے ول کا دجال سُنّی بریلوی جماعت سے خروج کر گیا ہے۔ لہٰذا اِس بدبخت کے دامِ تزویر سے اہلِ سنّت وجمات بچیں، اِسے نہ پیر مانیں، نہ سیّد اور نہ سجادہ نشین۔ یہ شخص ضال مضل ٹولہ کا سربراہ بن چکا ہے۔ وکار مانصیحت بُود کردیم۔

بے ولی دجال نے اپنے استاد صاحب کی نصیحت میں بھی اپنی ابلیسی ڈنڈی ماری ہے:۔

ہم نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۵ میں اپنے استاذِ مکرم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ محلّہ محمد پورہ فیصل آباد کی درج ذیل نصیحت لکھی تھی کیونکہ یہ دجال بھی ہمارے ساتھ اِس جامعہ میں درسِ نظامی کی ابتدائی کتب کی تعلیم حاصل کرتا رہا ہے۔ چنانچہ ہم نے لکھا تھا۔ ’’پھر اِس بات پر افسوس ہُوا ہے کہ پُورے کتابچہ میں موصوف نے اپنے مؤقف کی تائید میں کسی ایک معتبر عالمِ دین کی کوئی ایک عبارت تک بھی نقل نہیں کی ہے حالانکہ ایک مرتبہ ہمارے استاد حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں شائق صاحب جیسے لوگوں کے حالات دیکھ کر فرمایا تھا کہ انسان اُس وقت گمراہی میں پڑتا ہے جب وہ علمائے حق کا دامن چھوڑ دیتا ہے۔ استاد صاحب کی یہ بات راقم کے دل پر لکھی ہوئی ہے اور ہمیشہ پیشِ نظر رہی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً دائمۃً‘‘۔ چھ سال تک پڑھانے والے اپنے استادِ گرامی کی اِس نصیحت کا مذاق اُڑاتے ہُوئے اِس دجال نے درج ذیل عبارت لکھی۔

’’ابوالکرم سہنسوی کے دل میں کیا ہے؟ موصوف سبیلِ ضلالت کے صفحہ ۵ کی آخری سطر

میں لکھتے ہیں۔ ''استاد کی یہ بات راقم کے دل پر لکھی ہوئی ہے''۔ سیّد ہاشمی کا بصیرہ نمبر۱۔ سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر۲۲ میں لکھا ہے کہ اہلِ ایمان کے دلوں پر ایمان لکھا ہے۔ سہنسوی صاحب یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک دل پر ایمان لکھا ہے اور دوسرے دل پر قولِ استاذ لکھا ہے۔ اِس لئے کہ خداوندِ عالم نے دو دل بنائے ہی نہیں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۴ کے مطابق

"O Abul Karam sehnsvi ALLAH has Not Made two Hearts in your one Breast."

اھ بلفظہٖ التمام (اللطمۃ ص۲۲)

ناظرین کرام:۔ اِس دجال کی مندرجہ بالا عبارت کے ہر ایک لفظ کو غور سے پڑھیے اور اس کی اِس بدحواسی کا اندازہ فرمایئے کہ اِس نے اپنے استاذ صاحب کی نصیحت پر صرف عمل کرنا ہی نہیں چھوڑا ہے بلکہ اِس نے اِس نصیحت کا اپنے ''بھونڈے انداز'' سے مذاق بھی اُڑایا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اِس بے ولی دجال کے ایک دل پر صرف اِس کا خالی خول ''ایمان'' لکھا ہوا ہے۔ باقی ایمان کے اجزاء کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اللہ اور اُس کے رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبوبانِ خدا صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ اطہار، اولیائے کاملین اور اسلام کی محبت اور اپنے والدین اور اپنے اساتذہ کے ادب وآداب میں سے کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے کیونکہ اِس مفتی ازمُفت نے اپنے اِن انگریزی الفاظ میں ہمیں اپنے متعلق اپنا یہ فتویٰ سُنا دیا ہے کہ انسان کے سینے میں صرف ایک دل ہوتا ہے اور اُس دلِ مومن پر سوائے ''خالی خولی ایمان'' کے اور کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست

بے ولی دجال کے پیش کردہ چودہ سوالات کا ایک ہی جامع جواب:۔

دین و دانش کے دشمن اِس بے ولی دجال نے اپنے کتابچہ میں لکھا ہے کہ

''آخر میں ابوالکرم جانگلی بازاری سہنسوی کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کے لئے چند سوالات کئے جاتے ہیں۔ جن سے ہمارے رسالہ (اللطمۃ الحیدریۃ) کے مضامین قارئین کو مستحضر بھی ہو

جائیں گے اور ابوالکرم جانگی کے جواب سے عجز کا اظہار ہو جائے گا اور ثابت ہو جائے گا کہ کتابچہ نمبر ۴۹۶ جھوٹ، دھوکہ، وہم وگمان اور شیعہ روایات پر مبنی ہے"۔ (اللطمۃ ص ۶۷)

اے بے ولی دجال :۔ اگر تمہارے پاس ایک چھٹانک علم اور ایک من عقل موجود ہے تو تم ہمارے اس رسالہ "**الحربۃ العلویۃ لقطع انف صاحب "اللطمۃ الحیدریۃ"**" میں اپنے چودہ پیش کردہ سوالات کے جوابات خود بخود پالو گے اور اگر تمہارا دماغ بالکل پنکچر ہو گیا ہے تو پھر تفصیلی جوابات ہمیں لکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے اور لایعقل کے لئے دفتر بیکار۔

وھذا آخر ما اردنا ایراده فی هذه الرسالة المفیدة تقبلها اللّٰه تعالیٰ بمنّه العظیم ورسوله الکریم ﷺ وانا الفقیر الی ربّه القدیر ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی القریشی العلوی الهاشمی من آل محمد بن الحنفیة رحمة اللّٰه علیه المتوطن بقریة بهیائی من مضافات سهنسه کوتلی آزاد کشمیر ناظم انجمن احبابِ اهلِ السنّة غفر اللّٰه تعالیٰ لهٗ بحرمة سیّد المرسلین صلے اللّٰه تعالیٰ علیه وعلیٰ آله واصحابه وبارک وسلم

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمین.

(۱۹ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بمطابق ۷ ستمبر ۲۰۲۰ء)